

(آخری قسط)

کتنا کٹھن ہے اپنوں میں رہ کر

اپنوں سے کنارہ کرنا

کتنا مشکل ہے

اپنوں کے ستم سہہ کر

انہیں سزا نہ دینا

کتنا دشوار ہے

اپنوں کے بنائے خاردار

رستوں پر چلتے رہنا

اوراف بھی نہ کرنا

روح جسم سوچ سب کچھ فنا کر کے بھی

ان اپنوں سے محبت کرنا

یہ کیسے اپنے ہوتے ہیں

جنگے ہوتے ہوئے بھی

کچھ لوگ خالی ہوتے ہیں

اکیلے ہوتے ہیں

یہ اپنے ایسے ہوتے ہیں؟؟؟
جنگی بدولت زندگی ہمیں
برباد کر دیتی ہے

یہ اپنے ایسے ہوتے ہیں
تو خدایا

مجھے کوئی اپنا نہیں چاہیے۔۔۔۔
نہیں۔۔۔۔

اپنے ایسے نہیں ہوتے
نہیں ہو سکتے۔۔۔۔

کریم بخش کا نازی کا امجد کا اور چندا کا گھر ایک ساتھ بہت سی گولیوں کی آواز سے گونج
اٹھا تھا۔۔۔۔۔

سکندر سر تھا مے رخ پھیر چکا تھا خدیجہ کی جانب سے چلتی اچانک گولیوں نے اسے کچھ
بولنے کا روکنے کا موقع نہیں دیا تھا..... وہ نہ جانے کتنے لمحے منہ پھیرے ساں ساں ہوتے
دماغ کے ساتھ آنکھیں میچے کھڑا رہا..... خدیجہ کو اب کیسے پہچانا ہے وہ اب یہ سوچ رہا تھا مگر
کریم بخش کی کوئی آہ کوئی آواز نہ آئی تھی۔

یہ خاموشی اس قدر خطرناک تھی کہ اسے پیچھے مڑ کے دیکھنا پڑا۔۔۔ کریم بخش کی کوئی آہ کوئی
کراہ اسے سنائی نہ دی تھی اس نے مڑ کر دیکھا کریم بخش زمین پر ہوش سے بیگانہ پڑا تھا مگر
اسکے وجود پہ نہ گولی کا نشان تھا نہ ہی وہ خون میں لت پت تھا۔۔۔ اس نے خدیجہ کو دیکھا جو
فرش پر پڑے اپنے باپ کے بے ہوش وجود کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی پٹل پر اسکی

گرفت ڈھیلی ہو چکی تھی سکندر سب اچھو ایشن اچھے سے سمجھ چکا تھا اس نے گولیاں پیچھے پڑے گملوں پر چلائی تھیں اور کریم بخش خوف سے بے ہوش ہو چکا تھا اس سے پہلے وہ خدیجہ کی طرف بڑھتا دروازے پر شدید دستک نے اسے چونکا دیا۔

"کون ہو سکتا ہے....." اس نے خود سے استفسار کیا۔

"دروازہ کھولو سکندر....." چندا کریم بخش کے وجود کو گھورتے ہوئے بولی۔

"مگر ایسی کنڈیشن میں.....؟" وہ خدیجہ کے ہاتھ میں پٹل اور کریم بخش کی یہ حالت دیکھ کر الجھا۔

"سکندر دروازہ کھولو....." وہ سختی سے بولی۔

وہ خاموشی سے مڑا دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی تین چار نو جوان لڑکے تیزی سے اندر آئے اور کریم بخش کو زمین سے اٹھانے لگے۔۔۔۔۔ انکے پیچھے ایک ادھیڑ عمر خاتون اور مرد بھی اندر آئے۔۔۔۔۔

"یہ ٹھیک ہو جائیں گے نامسز طارق۔۔۔۔۔" چندا نے کریم بخش کے وجود کو باہر جاتے دیکھا۔

"انشاء اللہ مس خدیجہ ضرور ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ کچھ وقت لگے گا مگر ہم نے ایسے بہت سے لوگوں کو ٹھیک کیا ہے نشے کی عادت ایسے لوگوں کے لہو میں شامل ہوتی ہے انکو ٹریٹ کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے مگر انکا ٹھیک ہونا ناممکنات میں شامل نہیں۔۔۔۔۔" وہ عورت خدیجہ کو تسلی دے رہی تھی اور سکندر ہکا بکا سانسب دیکھ رہا تھا۔

"تو ثابت ہوا خدیجہ تم یہاں بھی جیت گئی۔۔۔۔۔ اپنے اس دل کی وجہ سے تم ہار کر بھی جیت جاتی ہو اتنا انمول دل کس کا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔" سکندر سامنے مضبوطی سے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ

رہا تھا وہ تو سمجھا تھا کہ وہ اپنے باپ کو مار دے گی مگر یہاں بھی اس لڑکی نے اسکو حیران کر دیا تھا۔۔۔ وہ کب کیا کر دے اسکا اگلا قدم کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

"انکا خیال رکھیے گا کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بتائیے گا۔۔۔ یہ پیسے رکھیے....." وہ اپنے بیگ سے ہزاروں کے ڈھیروں نوٹ نکال کر انہیں تمہار ہی تھی۔

"ہم فی سبیل اللہ یہ کام کرتے ہیں میڈم..... ان پیسوں کی ضرورت نہیں۔۔۔" وہ آدمی آگے بڑھ کر بولا۔

"جانتی ہوں۔۔۔ مگر آپ لوگ جو نیک کام کر رہے ہیں اسکے لئے یہ کچھ بھی نہیں یہ اور ان جیسے دوسروں لوگوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے رہیں میں آپ کو آج کل میں چیک بھی بھجوا دوں گی یہ کام رکنا نہیں چاہیے..... اور بہت شکریہ آپ لوگ ٹائم پر آ گئے" چند ابول رہی تھی اور سکندر خاموش سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے جب اسلام آباد سے کال کی اس ٹائم میں کسی گاؤں میں تھی مگر آپ کا کام تھا ہم کیسے نہ پہنچتے۔۔۔ کون نہیں جانتا خدیجہ بنت حوا کا ہر کام انسانی فلاح کے لئے ہی تو ہوتا ہے۔۔۔" وہ عورت خلوص سے بولی

"ویسے مس خدیجہ یہ کون ہیں مطلب آپ اسلام آباد یہ یہاں فیصل آباد۔۔۔ آپ کیسے جانتی ہیں انکو۔۔۔" وہ آدمی بولا جسکے سوال پر ایک لمحہ کے لئے خدیجہ بھی بوکھلا گئی۔

"یہ..... یہ میرے دوست کے جاننے والے ہیں میں نے ہی میڈم کو بتایا تھا انکے متعلق۔۔۔" سکندر نے فوراً سے بیشتر اسچوئیشن سنبھالی تھی۔

خدیجہ نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"او کے مس خدیجہ اجازت۔۔۔ اور کوئی ہمارے لائق خدمت ہے تو حکم کریں۔۔۔" وہ

عورت مصافحہ کرتے ہوئے بولی۔

"بہت شکریہ۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

وہ دونوں جا چکے تھے۔

انکے نکلتے ہی سکندر نے دروازہ بند کیا۔

اور وہ خدیجہ جو بڑی مضبوط بنی کھڑی تھی ایک دم زمین پر ڈھکے گئی پٹل اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر چکا تھا اور اب وہ ٹوٹے ہوئے گملوں کے پاس بیٹھے زار و قطار رونے لگی تھی۔

"سکندر۔۔۔ ابا سمجھے تھے میں انکو مار دوں گی..... میں اپنے باپ کو نہیں مار سکتی تھی میں اتنی بری تو نہیں ہوں سکندر۔۔۔ میں چاہتی ہوں ابا ٹھیک ہو جائیں ابا کی مجھ سے نفرت ختم ہو

جائے۔۔۔ وہ مجھے بیٹی بول کر سینے سے لگائیں انکی نظروں میں مجھے نفرت نظر نہ آئے اپنے لئے۔۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے نا سکندر۔۔۔" وہ بچوں کی طرح زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔

سکندر اسکے قریب آیا اور بچوں کے بل زمین پر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا..... آپ بہت پیارے دل کی مالک ہیں..... آپ جیسا دل کسی کے پاس نہیں..... آپ انمول ہیں۔۔۔" وہ بے اختیار سا اسکے چہرے سے آنسو صاف کرنے لگا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے آپ اس قدر خاص ہیں کہ کوئی بھی عام انسان آپ کو نہیں سمجھ سکتا۔۔۔

"وہ خدیجہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے اسکی آنسوؤں سے پر آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

اور اگلے ہی لمحے خدیجہ اسکے سینے میں منہ چھپائے رو رہی تھی

اور سکندر نے اسے جی بھر کے رونے دیا تھا وہ رو رہی تھی رو رو کر اپنے درد بیان کر رہی تھی کبھی اپنی ماں کی جدائی کو روتی کبھی اپنے پہلے شوہر عادل احمد شاہ کی بیوفائی پہ کبھی اپنے باپ

کے گناہوں پہ۔۔۔ وہ سکندر کی قمیض کو کالر سے پکڑے اسکے سینے کو اپنے آنسوؤں سے تر کر رہی تھی۔

اسکی تکلیف کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ سکندر کی آنکھ سے بھی نہ جانے کتنے آنسو نکل کر خدیجہ کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ رو رہی تھی اور سکندر اسکا دوپٹہ سر پر کر کے اسکے سر کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے سہلا رہا تھا۔

خدیجہ کافی وقت رونے کے بعد اب بالکل چپ کر چکی تھی۔
اگلے ہی لمحے اسکا وجود سکندر کے بازوؤں میں جھول گیا تھا۔
سکندر نے اسکا چہرہ دیکھا وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔



"بھائی آپ..... What a pleasant surprise....."

شجاع ابراہیم جیسے ہی گھر کے مرکزی ہال میں داخل ہوا موسیٰ ابراہیم کو رائیل کے ساتھ چائے پیتے دیکھ کر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا۔

"السلام علیکم..... کیسے ہو بردار۔۔۔" موسیٰ بھی گر مجبوشی سے اسے گلے لگتے ہوئے بولا۔
"کیسے ہیں بھائی مجھے بتا دیا ہوتا آپ کو پک کرنے آتا۔۔۔" وہ رائیل سے مصافحہ کرتے ہوئے اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"اگر بتا دیتا تو اپنے بھائی کے چہرے پر یہ خوشی کیسے دیکھتا....." موسیٰ خوش دلی سے مسکرایا۔

"یہ بھی سچ ہے۔۔۔" شجاع مسکرایا۔

"رائیل تو بہت اچھی چائے بناتی ہے آج پہلی بار اسکے ہاتھ کی چائے پی....." موسیٰ

چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے بولا۔

"اچھا مجھے تو آج تک نہیں بنا کے پلائی....." شجاع شرارت سے رائیل کو دیکھ کے بولا۔
"تم نے کہا ہی نہیں آج تک....." وہ شرمندہ سی ہوئی۔

"ہاں مجھے یہ ٹیپکل سی لڑکیاں نہیں اچھی لگتیں اب سپر ماڈل سے چائے بنوا کے پیوں مرنہ جاؤں۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اچھا ایسا ہے تو رائیل جاؤ موصوف کے لئے چائے بنا کر لاؤ..... اور شرط لگوا لو ایک بار چائے پینے کے بعد یہ تم سے ہر روز چائے کی فرمائش کرے گا۔۔۔" موسیٰ پر یقین سے انداز میں بولا۔

اور رائیل مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"بھائی آپ نے بھی آتے ہی کن کاموں میں لگا دیا وہ ان کاموں کے لئے نہیں بنی....." شجاع حیران سا بولا۔

"تو کن کاموں کے لیے بنی ہے؟ شجاع تمہارا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ تم آج تک عورت ذات کو سمجھ نہیں سکے....." موسیٰ ابراہیم قیمتی صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر قدرے آرام سے بیٹھ گیا۔

"اف بھائی آپ کیسے بول سکتے ہیں یہ سب آپ کی لائف میں آج تک میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی۔۔۔ جبکہ آپ کے بھائی کے ارد گرد عورتیں مکھیوں کی طرح منڈلاتی ہیں۔۔۔" وہ کالر جھاڑتے ہوئے مصنوعی فخریہ لہجے میں بولا۔

"وہ تمہارے ارد گرد نہیں تمہاری دولت کے ارد گرد گھومتی ہیں برخوردار..... اور یہ غلط بھی نہیں جب مرد کو حسن کی چاہ ہو سکتی ہے تو عورت کو مال و دولت کی چاہ کیوں نہیں....." موسیٰ

اب چکن بریڈ سے انصاف کرتے ہوئے بول رہا تھا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے میں تو خود اس چیز کو برا نہیں سمجھتا جیسے عورت اور حسن ہم مردوں کی کمزوری ہے ایسے ہی اگر عورت بدلے میں ہم سے ہماری دولت چاہے تو کیا حرج ہے کھل کر لٹاؤ۔۔۔ وہ بھی خوش اور ہم بھی۔۔۔" شجاع انتہائی صاف گوئی سے بولا۔

"ہمم..... لیکن کب تک.....؟ کبھی سوچا ہے کہ انسان کو زندہ رہنے کے لئے ایک اور چیز کی بھی ضرورت ہے..... وہ چیز جسے عام زبان میں محبت کہتے ہیں....." موسیٰ کو شجاع کی صاف گوئی پر ہنسی اور کم عقلی پر بیک وقت افسوس ہوا۔

"یار بھائی by God مجھے یہ محبت کے فلسفے سمجھ نہیں آتے..... محبت و حبت کچھ نہیں ہوتی بس کھیل تماشے ہیں خواہشات کے دو وجود ایک دوسرے کی خواہشات پوری کرتے رہیں اسکو محبت کہا جاتا ہے بس۔۔۔ اسکے علاوہ اسکا کوئی وجود نہیں....." شجاع چڑ کر بولا۔

"وجود ہے۔۔۔ بالکل ہے۔۔۔ بس کسی کو اس بات کا ادراک جلد کسی کو بدیر ہوتا ہے۔۔۔ کوئی ہر پسندیدگی کو محبت سمجھ لیتا ہے کوئی محبت کو بھی محبت نہیں سمجھ پاتا ہے۔ محبت جب ہو جاتی ہے نا تو دنیا کا ہر جذبہ ہر غرض بہت پیچھے رہ جاتے ہیں..... محبت کبھی بھی پہلی نہیں ہوتی..... یہ آخری ہوتی ہے جسکے بعد دل میں کسی اور کی گنجائش نہ رہے وہ ہوتی ہے محبت۔۔۔" موسیٰ کی نظروں کے سامنے وہی گول مٹول خدیجہ کا چہرہ آگیا جواب کہیں کھو گیا تھا۔۔۔

"بھائی آپ کو کس سے محبت ہے بتا دیں۔۔۔ مجھے نہیں معلوم محبت کیا ہے کیسی ہے مگر آپ کی آنکھوں میں موجود کرب محبت کی موجودگی کا پتہ دے رہا ہے۔۔۔" شجاع نے پہلی بار اپنے بھائی کی آنکھ میں کوئی سایہ دیکھا تھا کوئی انجان سایہ۔

"میری محبت کھو چکی ہے شجاع۔۔۔ ملنے کی کوئی امید نہیں۔۔۔ مگر دیکھو اسکا عکس تمہیں

بھی آج دکھائی دے گیا نا۔۔۔ پھر کیسے تم محبت کے وجود سے انکار کر سکتے ہو۔۔۔ "موسیٰ ابراہیم نے آنکھوں کی نمی کو حلق میں اتارا اور مسکرا کر کھڑا ہو گیا۔

"فریش ہوتا ہوں تم چائے انجوائے کرو اور محسوس کرنا اس چائے میں محبت کو۔۔۔" رائیل کو آتا دیکھ کر موسیٰ کچھ جتاتے ہوئے انداز میں بول کر اپنا موبائل فون اور والٹ اٹھا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

☆.....☆.....☆

اسے مغرب کی اذان کی آواز پر ہوش آیا تو ایک عجب مانوس سی خوشبو اسے محسوس ہوئی۔۔۔ وہ مہک جس میں اسکا بچپن گزرا جہاں وہ پروان چڑھی..... اس نے اٹھ کر دیکھا وہ سلیقے سے اپنی اماں کے بستر پر موجود تھی اسکے اوپر کوئی چادر دی گئی تھی اسکا رف اسکے سر پر موجود تھا۔۔۔ یاد کرنے پر اسے یاد آیا بے ہوشی سے پہلے وہ سکندر کے گلے لگ کر رو رہی تھی تو کیا سکندر نے اسے یہاں لٹایا تھا۔۔۔

"مگر کیسے۔۔۔؟ اٹھا کر..... میں تو بہت بھاری ہوں..... کیا اس نے مجھے چھوا بھی....." وہ افسوس سے سر ہلا کر اٹھی

پرانا سالکڑی کا ڈریسنگ مٹی سے اٹا ہوا جوں کا توں پڑا تھا ساتھ ہی پرانی سی اسکی اور نازی کے کپڑوں کی الماری موجود تھی اس نے الماری کھولی تو کپڑوں کا ڈھیر باہر آگرا۔

اس نے کپڑوں کے ڈھیر سے ایک سفید رنگ کا دوپٹہ نکالا اور ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور پھر اپنا قیمتی سکارف اور گاؤن اتار کر بستر پر رکھا اور ہتھیلی کی پشت سے ڈریسنگ کے شیشے پر پڑی گرد کو صاف کیا۔

وہ کتنی بدل گئی تھی۔۔۔۔ اسکا متوازن سا جسم اب قدرے صحت مند ہو چکا تھا اسکے

روکھے پھیکے گال اب بھر چکے تھے اسکا رنگ قدرتی نکھر گیا تھا اسکی آنکھوں میں خوف کا کوئی علامت نہ تھی اسکی پیشانی پر کوئی سوچ نہیں تھی اس نے وہ دوپٹہ اٹھایا اور جیسے نازی اسے تلقین کرتی تھی اسی انداز سے دوپٹہ کر کے وہ خود کو دیکھنے لگی تو اسے اپنا پرانا عکس شیشے میں دکھائی دیا "پہلے تو میں خوبصورت نہیں تھی مگر عادی کو مجھ سے محبت تھی وہ تو کہتا تھا میں بہت پیاری ہوں تو کیا وہ جھوٹ بولتا تھا؟؟؟ میرے روکھے پھیکے وجود میں اسے کیا دلچسپی تھی۔۔۔ کیا اسے مجھ سے محبت تھی۔۔۔؟" اس نے خود سے استفسار کرتے ہوئے سر جھٹکا۔

اور پھر کپڑوں کے ڈھیر سے نازی کا دوپٹہ اٹھا کر پہلے آنکھوں پھر سینے سے لگایا وہ چند لمحے اس دوپٹے کو سینے سے لگائے آنکھیں موندے کھڑی رہی اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اپنی ماں کی آغوش میں ہو۔۔۔

کچن سے آتے شور نے اسے متوجہ کیا وہ دوپٹہ بستر پر رکھ کر کچن کی جانب بڑھی کچن کے دروازے پر پہنچی تو حیران رہ گئی سکندر چوہے کے آگے کھڑا چائے بنا رہا تھا۔

"گڈ ایوننگ میڈم۔۔۔" باڈی گارڈ کی بھی کیا زندگی ہے بھوک سے مر رہا تھا مگر مالک سو رہے تھے پہرا دینا ضروری تھا اب جب حد کراس ہوئی تو کچن کا رخ کیا شکر ہے چائے کا سامان موجود تھا سو چا کچھ آسرا کیا جائے۔۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں مسکراتے ہوئے سامنے رکھے ٹوٹے پھوٹے مگوں میں چائے انڈیلنے لگا۔

"سوری میری وجہ سے تمہیں بھوکا رہنا پڑا۔۔۔" وہ کچن میں ایک سائیڈ پر پڑے تخت پر بیٹھ گئی۔

"آپ باہر کرسی پر بیٹھیں میں چائے لے کر آتا ہوں۔۔۔" وہ اسے یوں نیچے بیٹھتا دیکھ کر بولا۔

"نہیں یہاں ہی ٹھیک ہے ادھر ہی بیٹھتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ مسکرائی۔

سکندر نے اسے غور سے دیکھا سادہ سی شلوار قمیض پر سفید دوپٹہ لئے صاف شفاف سادہ چہرہ لئے وہ بہت عام سی لڑکی لگ رہی تھی اور اس عام حلیے میں وہ اسے اپنے دل کے اور قریب محسوس ہو رہی تھی۔

"چونک کیوں گئے میری اصل تو یہ ہی ہے۔۔۔۔۔ یہ تین سو روپے والا دوپٹہ۔۔۔۔۔ یہ اماں کی سلائی والا تخت جہاں میں بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔ اور یہ ٹوٹے پھوٹے مگ جن میں تم نے چائے انڈیلی ہے۔۔۔۔۔ لاؤ مجھے دو اور تم بھی بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔" وہ چائے پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پرسکون سے انداز سے بولی تھی۔

"انسان اپنے حقیقی روپ میں بہت اچھا لگتا ہے میں نے سنا تھا آج دیکھ بھی لیا۔۔۔۔۔" وہ صاف گوئی سے چائے کی سپ لیتے ہوئے بولا۔

"اچھا لگتا ہے کہ نہیں مگر مطمئن ضرور لگتا ہے۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے سکندر میں اور اماں یہاں بیٹھ کر کپڑے سلائی کرتے تھے پھر جیسے آج تم نے چائے بنائی ویسے میں چائے بناتی اور پھر میں اور اماں مل بیٹھ کر رونے بھی روتیں اور چائے بھی پیتی تھیں....." وہ بول رہی تھی ساتھ چائے پی رہی تھی اسکی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔

"ایک بات کہوں آپ کو۔۔۔۔۔" سکندر اسکے سامنے ہی فرش پر بیٹھا تھا۔

"چائے تو بہت اچھی بنائی تم نے گھر کے خالص دودھ کی۔۔۔۔۔ واہ رے ابا۔۔۔۔۔ حالات جیسے بھی ہوں ابا چائے کے لئے خالص دودھ ہی منگواتا تھا ابھی بھی یہی عادت ہے انکی۔۔۔۔۔ ویلفیئر سینٹر کال کر کے کہوں گی کہ میرے ابا کو چائے تازہ دودھ کی دینا۔۔۔۔۔" وہ مسکرا رہی تھی مگر آنسو تو اتر سے بہہ کرا اسکی تکلیف کو بیان کر رہے تھے۔۔۔۔۔

"سوری ہاں بولو تم کچھ کہنے والے تھے۔۔۔" وہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے پھر چائے پینے میں مگن ہو گئی۔

"ہر انسان کا ایک سفر ہے ہر انسان کی ایک منزل ہے مگر آپ کے معاملے میں یہ میں نے پہلی بار دیکھا ہے جتنا پیارا آپ کا دل ہے اتنا کٹھن آپ کا راستہ..... سنا تھا کہ اچھے لوگوں کے حصے میں مشکلات بہت آتی ہیں مگر آپ کے معاملے میں اپنی آنکھوں سے سب دیکھ لیا۔۔۔ اور اب پتا ہے ایک خواہش ہے....." وہ چائے ختم کر کے کھڑا ہو گیا اپنا اور خدیجہ کا خالی مگ سنک میں رکھنے لگا۔

"کیا خواہش۔۔۔" وہ اب تخت پر پڑے کپڑے کو ترتیب سے پھیلا رہی تھی سلائی مشین موجود نہیں تھی وہ سمجھ گئی کہ کریم بخش بیچ کر وہ بھی کھا چکا ہوگا۔

"یہ بھی سنا ہے کہ اچھے لوگوں کے راستے بیشک دشوار سہی مگر منزل خوبصورت ہوتی ہے اور مجھے آپ کو آپ کی خوبصورت منزل پر دیکھنے کی خواہش ہے....."

"اور تم یہ کیوں دیکھنا چاہتے ہو۔۔۔" خدیجہ کا تیزی سے چلتا ہاتھ رکا وہ پلٹ کر برتن دھونے کی ناکام کوشش کرتے سکندر حیات کو دلچسپی سے دیکھنے لگی۔

"معلوم نہیں پر چاہتا ہوں۔۔۔" وہ برتن دھونے سے جھنجھلا رہا تھا اور اسی جھنجھلاہٹ میں ایک گ اسکے ہاتھ سے گرا اور ٹوٹ گیا۔

"سوری..... اصل میں آپ کے ڈرائیور کو برتن دھونے کا کوئی ایکسپریس نہیں" اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔

اور اگلے ہی پل وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے.....

"کوئی بات نہیں چلو مل کر گھر صاف کرتے ہیں..... مدد کرواؤ گے....." وہ جھاڑو

ڈھونڈنے لگی تھی۔

"ٹھیک ہے مگر آپ۔۔۔ آپ کیسے کریں گی مجھے دے دیں....." سکندر اسکے ملائم ہاتھوں میں جھاڑو دیکھ کر پریشان ہوا۔

"جیسے تم برتن دھورہ ہو ویسے میں جھاڑو لگاؤں گی پریشان نہ ہو یہ میرا گھر تھا اس گھر کی صفائی کرتے کرتے ہی بڑی ہوئی ہوں....." وہ اب کچن کی جھاڑو پونچھ شروع ہو چکی تھی۔

سکندر خوشگوار حیرت سے خدیجہ بنت حوا کے لبادے میں لپٹی حقیقی چندا کی حسین سادگی اور معصومیت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"چلو شروع ہو جاؤ۔۔۔ مجھے بھی ان کاموں کی عادت نہیں رہی میں جلد تھک جاؤں گی۔۔۔" وہ اب کمرے کے سارے بستر و کوزور زور سے جھاڑتے ہوئے خوب مٹی اڑا رہی تھی۔

اڑتی دھول میں چندا کا چہرہ بے حد شفاف اور روشن تھا..... جو اطمینان آج اس کے چہرے پر تھا وہ سکندر کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

"تاج محمد۔۔۔ خیریت..... کس گہری سوچ میں غرق ہو....." عائشہ بی چائے ٹیبل پر رکھتے ہوئے صوفے پر ٹک گئیں۔

"سوچیں تو ہزار ہیں عائشہ بی..... مگر خدیجہ کی سوچ سب سوچوں پر حاوی ہے فی الوقت۔۔۔" تاج محمد چائے کی پیالی لبوں سے لگاتے ہوئے بولے۔

"کیا سوچ رہے ہو بیٹی کے بارے میں....." عائشہ بی کو تشویش ہوئی۔

"آپ کو پتہ ہے نا میں میری خدیجہ کے لئے کتنا ترپا ہوں..... خدا گواہ ہے میری راتوں

کی نیندیں اس دن سے حرام ہیں جس دن سے میری خدیجہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی..... میں کیسے دیوانہ وار بھٹکتا تھا اپنی بیٹی کے لیے..... جب میں نے فیصل آباد ایونٹ میں چندا کو دیکھا تھا تو مجھے میری خدیجہ کی جھلک اس لڑکی میں نظر آئی تھی..... "وہ تھکے تھکے سے لہجے میں بول رہے تھے۔

"جانتی ہوں....." عائشہ بی بس اتنا بول پائیں۔

"اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پیر صاحب کی وصیت اور حکم کے مطابق انکے علم کا وارث میں نہیں میری اولاد میں سے کسی نے ہونا تھا مگر یہ میری اور میری اولاد کی بد قسمتی کہ اس علم کے جانشین ہم نہ بن سکے کیونکہ یہ چندا کے حصے کا علم تھا.....

یہ بھی سچ ہے میں نے اسکو اپنی بیٹی ہی اسلئے بنایا کہ پیر صاحب نے اس لڑکی پر مہر لگا دی تھی مگر یہ بھی سچ ہے اسکی شہادت میرے اندر کے باپ کو تقویت دیتی ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی سچ ہے کہ میں نے اسے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا مگر عائشہ بی یہ بھی سچ ہے اس لڑکی کی تکلیف مجھے تکلیف دیتی ہے اپنی خدیجہ کا درد مجھے محسوس ہوتا ہے۔۔۔ میں نے ہمیشہ اسکو اسی نظر سے دیکھا جیسے میں اپنی خدیجہ کو دیکھتا تھا۔۔۔ ہاں ایک فرق ہے کہ خدیجہ بنت تاج محمد میری حکم عدولی کرتی تھی نا فرمان تھی جبکہ خدیجہ بنت حوا میری فرمانبردار بیٹی ثابت ہوئی....."

"اس نے میری پسند میری ترجیحات میرے مفادات میرے حکم کو اپنی ذات پر ترجیح دی اس نے جو علم میرے خاندان سے لیا اسکی حفاظت کی اور اسکا جیسے میں نے چاہا مجھے فائدہ دیا..... اسے لگتا ہوگا تاج محمد ایک خود غرض آدمی ہے مگر عائشہ بی تاج محمد کے سینے میں بھی دل اور دل میں انسانیت ہے۔۔۔ اس دن جب خدیجہ نے اپنی کپٹی پر پستول رکھا تو میری روح تک لرز گئی تھی عائشہ بی....." تاج محمد اٹھے عائشہ بی کے قدموں میں جا بیٹھے۔

"ایک بیٹی کھو چکا ہوں میری خدیجہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی..... دوسری بیٹی کھونے کا حوصلہ نہیں ہے عائشہ بی۔۔۔۔۔ خدیجہ میری بیٹی ہے میری جان ہے میں لاکھ برا سہی مفاد پرست سہی مگر اتنا گرا ہوا نہیں کہ میری وجہ سے کوئی بیٹی مرنے پر مجبور ہو جائے..... میری ایک خدیجہ غصے میں مجھے چھوڑ کر چلی گئی..... پتا نہیں اسکے ساتھ کیا ہوا وہ کہاں گئی وہ زندہ ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ اس پر آج تک صبر نہیں آیا اب دوسری خدیجہ کو نہیں کھوسکتا..... وہ کچھ نہیں کرنا چاہتی نہ کرے۔۔۔۔۔ مگر آپ اسکو سمجھائیں وہ خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی....." تاج محمد دھاڑیں مار مار کر رورہے تھے۔

"تم نے ایک بے آسرا لڑکی کو سہارا دیا تھا تاج محمد تم نے اسکی زندگی کو بہتر کرنے کی کوشش کی مجھے لگتا ہے تمہاری کچھ نیکیاں ہماری خدیجہ کے آڑے آئیں گی۔۔۔۔۔ دوسروں کی بچیوں کے ساتھ کیا جانے والا سلوک اپنی بیٹیوں کے آگے آتا ہے اور مجھے یقین ہے تمہاری نیکیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔۔۔۔۔" عائشہ بی بھی اب زار و قطار رونے لگی تھیں۔

"آپ خدیجہ کو بولیں گی نا وہ مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گی میں ایک بیٹی کھو چکا ہوں دوسری نہیں کھوسکتا۔۔۔۔۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی میں اسے اسکے باپ کے گھر لے گیا صرف یہ دکھانے کہ اسکا جواری باپ اسکے متعلق کیا سوچتا ہے تا کہ وہ سچائی سن کر اپنی یہ جگہ یہ پوزیشن چھوڑنے کا کبھی سوچے بھی نہ۔۔۔۔۔ مگر خدیجہ نے اپنی جان لینے کی کوشش کی اس دن سکندر کسی فرشتے کی طرح آیا وہ نہ ہوتا تو میں بھی خدیجہ کے ساتھ زندہ مر جاتا..... عائشہ بی میری ایک خدیجہ چلی گئی دوسری کو نہیں جانے دوں گا۔"

تاج محمد عائشہ بی کے دونوں ہاتھوں پہ سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رورہے تھے..... اور اندر آتے شجاع ابراہیم اور موسیٰ ابراہیم ساری داستان سن کر پتھر کے بنے مرکزی ہال کے

دروازے پر کھڑے تھے۔

"خدیجہ..... میری خدیجہ....." موسیٰ ابراہیم کے قدم لڑکھڑا گئے۔

"بھائی۔۔۔ Are you fine?" شجاع نے موسیٰ کو تھاما۔

"گھر چلو پلیز....."

وہ دونوں بھائی وہیں سے مڑ گئے۔۔۔۔

☆.....☆.....☆

"کیا بات ہے مہنی..... کیوں کب سے اداس بیٹھی ہو ٹیرس پہ نکل جایا کرو کھلی فضا میں سانس لو....." پروین کپڑے دھو کر کمرے کے باہر بنے چھوٹے سے ٹیرس کی گرل پر لٹکا رہی تھی۔

"ڈر لگتا ہے پروین باجی۔۔۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

"اب تم محفوظ ہو میری جان۔۔۔" پروین نے اسکے گال پر پیار کیا۔

"خدیجہ بنت حوا کب آئے گی۔۔۔" وہ مہنی طور پر وہاں موجود نہیں تھی۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں اللہ خیر کرے کافی دن سے کوئی خبر نہیں..... شاید انھیں اپنی مصروفیات کا اندازہ تھا اسلئے اتنا سامان اور پیسے دے گئی تھیں۔۔۔" پروین اب نیچے پڑے میٹرس پر نیم دراز ہو گئی۔

"مجھے بہت اچھی لگی وہ۔۔۔" وہ پھر کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

"تمہیں حسد نہیں ہوتی انھیں تمہاری جگہ پر دیکھ کر۔۔۔" پروین نے ہلکے پھلکے انداز میں

پوچھا۔

"حسد..... میں تو ان پر رشک کرنے کے بھی قابل نہیں رہی۔۔۔ مگر میں قدرت کے

نظام پر حیران ہوں پروین باجی..... مجھے بچایا بھی تو کس کے ہاتھوں....." وہ پروین کو دیکھتے

ہوئے تلخی سے مسکرائی۔

"نہ جانے تمہاری کوئی نیکی کام آگئی....." پروین بولی۔

"میری نہیں شاید میرے تاج بابا کی۔۔۔ وہ ایک نیک آدمی ہیں میں تو بہت بری تھی بری ہوں اور بری رہوں گی....." اسکی آنکھوں میں تاج محمد کا سراپا لہرا گیا۔

"تم بری نہیں تھی نہ ہو بس ایک چھوٹی سی غلطی کی بہت بڑی سزا ملی تمہیں....." پروین نے اسے سختی سے کہا۔

"خدیجہ بنت حوا سے پوچھوں گی....." وہ بھی آنکھوں میں بازوؤں رکھ کر لیٹ گئی۔

"کیا پوچھو گی....." پروین نے سوال کیا۔

"یہ ہی کہ میں کتنی بری ہوں اور میرے ساتھ اب کیا کیا برا ہوگا....." وہ سر پر بازوؤں کاے چھت کو گھور رہی تھی۔

"اگر وہ کہیں گی تم بری نہیں تو کیا تم یقین کر لو گی۔۔۔" پروین نے اس کو دیکھا۔

"کر لوں گی....." وہ آنکھیں موند گئی۔

☆.....☆.....☆

رات تقریباً 8 بجے وہ سب کام کر کے گھر صاف ستھرا کر کے فارغ ہو چکے تھے اور اب خدیجہ منہ ہاتھ دھو کر کریم بخش کے کپڑے استری کر کے ایک بیگ میں رکھ رہی تھی اور سکندر کرسی پر بیٹھے اسے بغور دیکھ رہا تھا

"کیوں حیران ہو رہے ہو....." وہ اسکو دیکھ کر مسکرائی۔

"دیکھ رہا ہوں اس لڑکی کے کتنے روپ دیکھنا باقی ہیں۔۔۔" وہ اپنی ہی دھن میں مگن بول گیا خدیجہ اسکی بات پر محض مسکرا کر رہ گئی۔

"ممعذرت.....مم میں اپنی اوقات بھول گیا تھا۔۔۔" وہ گڑبڑا گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں اس وقت اس گھر میں۔۔۔ میں ایک چندا ہوں اور تم ایک سکندر..... اور ہم بہت اچھے دوست ہیں..... نہ یہاں کوئی خدیجہ ہے اور نہ یہاں کوئی اس کا ڈرائیور۔۔۔ سمجھ گئے؟" وہ کپڑوں کو بڑی مہارت سے استری کر کے تہہ لگا رہی تھی۔

"او کے باس..... پھر بتائیں کتنے سال بعد استری کو ہاتھ لگایا۔۔۔" وہ اسے ایسے کھل کر باتیں کرتی مسکراتی بے حد اچھی لگ رہی تھی آج سے پہلے اسے اتنا پرسکون تو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"شاید 5، 6 سال بعد....." وہ اب ایک بیگ کپڑوں کا بھر کر زپ بند کر چکی تھی۔
"میں تعریف کے معاملے میں شاید کنجوس ہوں مگر آپ باکمال ہیں۔۔۔" وہ کھڑا ہو کر بیگ اٹھا چکا تھا۔

"حیرت ہے محض کپڑے استری کرنے پر باکمال کہا جا رہا ہے مجھے....." وہ گھر کے دروازے اور لائنس بند کرنے لگی۔

"نہیں سکندر جس لڑکی کو باکمال کہہ رہا ہے وہ اسکے دل سے واقف ہونے کے بعد کہہ رہا ہے صرف ظاہری خوبیاں کافی نہیں ہوتیں باکمال ہونے کے لئے۔۔۔"

"آجائیں میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔ وہ کہہ کر جا چکا تھا
اور وہ چند پل اسکی بات پر غور کرنے کے بعد جی بھر کے اپنے اس گھر کو دیکھنے لگی تھی جسے آج بہت سالوں بعد اس نے نکھارا تھا۔

الوداع اماں۔۔۔

الوداع امجد۔۔۔

الوداع ابا.....

آج سراٹھا کر جا رہی ہوں بھاگ کر نہیں جا رہی۔۔۔
چندا کا آخری الوداع قبول کرنا!

☆.....☆.....☆

وہ دونوں ویلفیئر سینٹر میں کریم بخش کے کپڑے دینے اسکی خیریت دریافت کر کے اب فیصل آباد کے ایک معروف ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

"بل میں پے کروں گا۔۔۔" وہ بریانی اور وائٹ قورمہ سے مکمل انصاف کرتے ہوئے بولا۔
"آف کورس تم کرو گے۔۔۔ ایک نارمل لڑکی والی فیل لینے کا مجھے بھی پورا حق ہے....."
وہ مسکرائی اور پھر مسکراتی ہی چلی گئی۔

سکندر مبہوت سا اسکی دلکش مسکراہٹ دیکھتا رہا وہ مسکراتی تھی تو اسکی سیاہ آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہو جاتا تھا اسکے دائیں گال پر ہونٹ کے پاس پڑنے والا گڑھا بھی عجیب تھا کبھی اچانک سے نمودار ہوتا اور کبھی غائب۔۔۔

وہ بہت مگن اور شوق سے کھانا کھا رہی تھی اسکو شدید بھوک لگی تھی اور اسکا اندازہ سکندر کو ہو چکا تھا۔ سکندر نے اسکے لئے ایک خاص باربی کیو پلیٹر آرڈر کیا۔

"ایک بات پوچھوں۔۔۔۔" اب وہ سیخ کباب اور ملائی بوٹی اسکی پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولا۔

"ہم پوچھو....." وہ بہت رغبت سے ساس میں ڈپ کر کے کھا رہی تھی۔

"اپنے لیے اپنی پسند کی زندگی منتخب کرنے کا موقع ملے تو کیسی زندگی چاہیں گی..... چندا جیسی یا خدیجہ بنت حوا جیسی....."

کچھ توقف کے بعد بولی۔

"پھر....." سکندر نے گہری نظروں سے اسکو دیکھا۔

بس ایک ایسی زندگی چاہوں گی جس میں ہر سو بکھری چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہوں خیال ہو
محبت ہو احساس ہو اور بس۔۔۔۔۔ "وہ اب ٹھوہا کس سے کافی سارے ٹھوہا پیر نکال کر ہاتھ
صاف کرنے لگی۔

"دوسروں کی جیب سے کھا رہی ہوں مجھے تو بہت اچھا لگے گا۔۔۔" خدیجہ کی بات پر وہ دونوں ہی مسکرا اٹھے تھے۔

وہ ایک عجب کیفیت کا شکار ہوا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اس کیفیت میں مسکرائے کہ اسکی

خدیجہ تو وہ ہے ہی نہیں جس میں وہ اپنی خدیجہ کا چہرہ تلاش کرتا تھا.....۔ یا پھر اس افیت میں
چینے اور چلائے کہ اسکی خدیجہ تو کہیں کھو چکی ہے کتنے سالوں سے وہ لاپتہ ہے..... اور پورا
ایک گھنٹے سوسائٹی میں تیز تیز قدموں سے چلنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ یہ افیت اسکے
اندر ایک طوفان اٹھا چکی ہے۔۔۔۔۔ کرب اسکے وجود پر حاوی تھا۔

"آہ خدیجہ تم میری کیسی انوکھی محبت ہو۔۔۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا میں نے تمہیں اس وقت چاہا جب تمہیں تو شاید محبت کا مطلب بھی معلوم نہ ہو۔۔۔ کاش تاج بابا آپ نے مجھے بتایا ہوتا میں اسے ڈھونڈ لاتا زمین آسمان اسکی کھوج میں ایک کر دیتا آپ ایک نطفی بیٹی لے آئے مگر آپ نے ہمیں کچھ بتانا بھی گوارا نہ کیا..... کیوں مجھے میری خدیجہ کا عکس بھی اس خدیجہ بنت حوا میں نظر نہ آیا کیوں اتنی شدید محبت کے باوجود بھی خدیجہ بنت حوا کے وجود میں مجھے کشش محسوس نہ ہوئی کیوں میری محبت کے سمندر میں شور نہ اٹھا..... صرف اسلئے کہ وہ خدیجہ نہیں تھی میری خدیجہ نہیں تھی۔۔۔"

وہ چلتے چلتے بحریہ ٹاؤن مارکیٹ تک آچکا تھا اب وہ ایک پلازہ کے سامنے ہی فٹ پاتھ پر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ رات دس بجے کا وقت تھا سٹریٹ لائٹ کی زرد روشنی میں یہ خوبصورت مارکیٹ اور کشادہ سڑکیں مزید بھلی محسوس ہو رہی تھیں.....

"پروین باجی میں ٹیرس پر بیٹھنے لگی ہوں کچھ دیر میرا دم گھٹ رہا ہے....." ہنی مارکیٹ کے اوپر بنے فلیٹ کے ٹیرس پر کرسی رکھ کر بیٹھ گئی۔

آسمان پر ہر طرف بادلوں کا راج تھا ہوا حد سے زیادہ سرد مگر اسکا اندر سلگ رہا تھا سرد
 ہوائیں اس پر اثر انداز ہی کب ہوتی تھیں وہ چاہتی تھی آج بادل برسیں اور وہ اس بارش میں
 بھیگ کر دھل جائے۔

"ہنی بارش شروع ہو رہی ہے اندر آ جاؤ ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔" گرل پر لٹکے کپڑے اتارتے ہوئے پروین نے اسے کہا۔

"پروین باجی سنا ہے بارش کا پانی پاک ہوتا ہے....." ہنی نے آسمان کی جانب منہ کر کے بوندوں کو اپنے چہرے پر محسوس کیا۔

"ہاں ہنی اس پانی میں قدرتی شفا ہے۔۔۔" پروین اندر جاتے جاتے رک گئی۔
"جسم کے زخم روح کے زخم اس سے دھل کر پاک ہو جائیں گے کیا....." وہ نم آنکھوں سے بولی۔

"ہو سکتا ہے مگر ابھی اندر چلو ٹھنڈ لگ جائے گی....." پروین نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔
"نہیں پروین باجی آپ جائیں۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دیں آج آخری بار....." وہ ملتتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

اگلے دس منٹ میں ہی بوندا باندی موسلا دھار بارش کی شکل اختیار کر چکی تھی وہ وہیں ٹیرس میں پتھر بنی بیٹھی تھی۔۔۔ پیدل چلتے لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں جا بیٹھے تھے سامنے کشادہ کارپڈ روڈ فٹ پاتھ پر لگے فینسی پلانٹس سٹریٹ لائٹس کی روشنی اور چھم چھم برسی بارش کو بغیر پلک جھپکے دیکھے جا رہی تھی۔

وہ اپنا قصور تلاش کر رہی تھی جو اسے ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہا تھا..... جو کچھ اسکی ذات کے ساتھ ہو چکا تھا اسکے بعد وہ جینا نہیں چاہتی تھی..... اسکا وجود تکلیف سے لرز رہا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو کسی لاوے کی مانند ابل ابل کر نکلنے لگے۔۔۔

"یا اللہ مجھے پاک کر دے..... مجھے معاف کر دے....." وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی
بارش اسکو سرتا پیر بھگو چکی تھی وہ ٹیرس کے فرش پر کافی دیر بن جل کے مچھلی کی طرح تڑپتی رہی

۔۔۔ جب کھڑی ہوئی سامنے نگاہ دوڑائی تو حیران ہوئی فٹ پاتھ پر بیٹھا ایک شخص زار و قطار رورہا تھا.....

"کیا یہ بھی میرے جیسا کوئی اذیت کا مارا ہے....." اس نے دوپٹہ اپنے وجود پر لپیٹا بھیکے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے چہرے کے پیچھے کیا۔

"کیا اسکو بھی میری طرح کوئی تکلیف ہے کون ہے یہ جسکی تکلیف بھی میرے جیسی ہے کوئی آگ سلگ رہی اسکے اندر جسے آخری سردیوں کی یہ بارش بھی بجھا نہیں پارہی....." وہ اس آدمی کے لرزتے وجود کو دیکھ کر ہنسنے لگی۔

بجلی شدید چمکی اور بادل زور سے گر جا۔
اگلے ہی لمحے اس آدمی نے بھی آسمان کی طرف منہ کر کے اپنے گیلے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کیا اسکی آنکھیں بند تھیں۔

"مم..... موسیٰ..... موسیٰ ابراہیم....." اتنے سالوں بعد ایک شناسا چہرہ دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو گئے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"کوئی اور تمہارے ساتھ ہونہ ہو موسیٰ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا....."

"میں اسلئے لوز شرتس لیتا ہوں تاکہ میری موٹی دوست اس میں فٹ آجائے....."

"تاج بابا اسے کچھ نہ کہا کریں یہ جیسے خوش رہتی ہے اسے وہ کرنے دیا کریں۔۔۔۔"

"تم جو مرضی پہنو جو مرضی سوچو مگر یہ بات یاد رکھنا یہ دنیا تمہیں اپنے مطابق دیکھتی ہے سوچتی ہے اسلئے احتیاط لازم ہے....."

"ساری دنیا بھی تم سے خفا ہو موسیٰ پھر بھی اپنی دوست کے سارے نخرے اٹھائے گا۔۔۔"

"آہ۔۔۔ موسیٰ..... آپ....." کتنے سالوں بعد موسیٰ کے ساتھ گزرا وقت اسکی باتیں

اسکے دماغ میں گونجنے لگی تھیں۔۔۔

وہ ایک دم سے پیچھے دیوار سے جا لگی۔

"مم..... موسیٰ نے مجھے دیکھ لیا تو سب تباہ ہو جائے گا۔۔۔ سب برباد ہو جائے گا۔۔۔
نہیں..... نہیں۔۔۔" وہ اندر جاتے جاتے رکی۔ دل چاہا بھاگ کر جائے اور چیخ چیخ کر
موسیٰ کو بتائے کہ اس پر کیا ہتی ہے مگر نہیں وہ مر کر بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

دل چاہا ایک بار پھر موسیٰ کو دیکھا جائے۔ دیوار کی اوٹ سے اس نے موسیٰ کو دیکھا جواب
کھڑا ہو چکا تھا اپنا کوٹ کندھے پر لٹکائے تھکا تھکا وجود وہ دھکیلتے ہوئے لے کر جا رہا تھا۔
"موسیٰ۔۔۔ میرے دوست..... میرے ہمدرد۔۔۔ دیکھو میرے ساتھ کیا سے کیا ہو گیا
....." وہ لرزتے لبوں سے بڑبڑائی۔

مگر یہ انسان اتنا ٹوٹا ہوا کیوں ہے اتنا بکھرا ہوا کیوں ہے کیا ہوا؟؟
"یا اللہ موسیٰ کی اذیت کو ختم کر انکی مشکل کو آسان کر....." اس نے روتے ہوئے دل
سے دعا کی۔

سامنے بکھرے وجود والا موسیٰ جا رہا تھا۔

"یا اللہ میری خدیجہ میری دوست میری محبت مجھے مل جائے....."
اور شاید یہ دونوں کی دعا کی قبولیت کا وقت تھا۔

قدرت تو کہتی ہے دلوں میں محبت اور نیت میں خلوص ہو تو دو لوگ جدا نہیں ہوتے.....

☆.....☆.....☆

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو شجاع اگر وہ اصل خدیجہ نہیں تو کون ہے۔۔۔" رائیل ساری
حقیقت سن کر شاکڈ کی سی کیفیت میں بیٹھی تھی۔

"معلوم نہیں۔۔۔ مجھے تاج بابا کی بیٹی کے لیے افسوس ضرور ہوا مگر کچھ خاص فرق نہیں پڑا۔۔۔ جبکہ موسیٰ بھائی کی غیر ہوتی حالت میری سمجھ سے باہر ہے۔۔۔" شجاع کی توجہ ساری موسیٰ کی ابتر ہوتی حالت پر تھی۔

"ہاں تم نے بتایا۔۔۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے اس بات کی۔۔۔" رائیل بھی فکر مند تھی۔
"وجہ کوئی بہت بڑی ہے۔۔۔ بھائی پریشان کن حد تک متاثر ہیں۔۔۔ اور یہ چھوٹی بات نہیں۔۔۔" شجاع ابراہیم گہری سوچ میں تھا۔

"تم۔۔۔ تم اب بھی خدیجہ بنت حوا سے شادی کے خواہاں ہو۔۔۔؟" رائیل کی سوچ کے کسی حصے میں شجاع کا خدیجہ سے متنفر ہونے کا خیال آیا تھا۔

"سچ کہوں۔۔۔؟" شجاع نے جانچتی نظروں سے رائیل کے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھا
"بالکل سچ۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی امید کی لو سے آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔

"آج سے کچھ وقت پہلے کی بات ہوتی جب مجھے خدیجہ کی حقیقت جاننے کی کھوج تھی تو اس پوائنٹ کو اٹھا کر میں خدیجہ بنت حوا کی ذات اور اسکے غرور کی دھجیاں اڑا دیتا۔۔۔ اسکی حقیقت کو سرعام یوں اچھالتا کہ یہ زندگی اس پر تنگ ہو جاتی۔۔۔ میں اسکے معاملے میں ایسے ہی دماغ کا مالک تھا تم جانتی ہو۔۔۔" شجاع صوفے سے ٹپک لگا کر سوفٹ ڈرنک کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں جانتی ہوں۔۔۔ اور اب۔۔۔ اب حقیقت معلوم ہونے پر تم کیا کرو گے۔۔۔" وہ اپنی مرضی کا جواب سننے کے لیے بے چین تھی۔

"اب اتنی بڑی حقیقت جان کر بھی مجھے کوئی اتنا خاص فرق نہیں پڑا۔۔۔ ہاں اپنے درست

اندازے پر خوشی ہے میں اسے بہروپیہ سمجھتا تھا اور وہ وہی نکلی۔۔۔۔۔ "وہ عجب سے انداز سے مسکرایا۔

"تو اب بھی تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو..... جسکے بارے میں تم جانتے ہی نہیں کہ وہ کون ہے اسکا حسب نسب اسکا خاندان۔۔۔۔۔" رائیل کا دل شدید بے چین ہوا۔

"تم سے محبت کرنے سے پہلے کیا میں نے تم سے تمہارے خاندان تمہاری ذات کے متعلق پوچھا تھا؟ یا آج تک کسی بات کو کریدا۔۔۔۔۔" اس نے چبھتا ہوا سوال کیا۔

"نہیں....." وہ شرمندہ ہوئی۔

"خدیجہ کی میری فائٹ ہمارے اختلافات اپنی جگہ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جو وہ ہے جیسی ہے چاہے اسکی شناخت کوئی اور ہو مگر میری دلچسپی کا محور تو وہ خود ہے۔۔۔۔۔ نہ اسکی ذات میں انٹرسٹ ہے نہ اسکے خاندان میں۔۔۔۔۔ بچپن اور ٹین ایج والی خدیجہ کو تو شاید میں نے آنکھ بھر کے کبھی دیکھا بھی نہ تھا..... وہ تو موسیٰ بھائی کی دوست تھی..... میں تو اس خدیجہ کو جانتا ہوں جو ہے....." وہ انتہائی صاف گوئی سے بولا۔

"ہم میرا سوال اب بھی یہ ہی ہے شجاع کیا تم اب بھی اس سے شادی کرو گے۔۔۔۔۔" رائیل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

"بالکل کروں گا بشرط وہ بخوشی رضا مند ہو۔۔۔۔۔" اسکا فیصلہ اٹل تھا۔

"اور اگر اسکی جانب سے انکار ہوا۔۔۔۔۔" رائیل کی مایوسی میں اضافہ ہوا۔

"تو تم کبھی میرے منہ سے اسکا نام تک نہیں سنو گی....." وہ بول کر اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا اور وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو چکی تھی۔



وہ ریستورانٹ سے کھانا کھا کر نکلے تو رات کے 11 بج چکے تھے باہر شدید آندھی چل رہی تھی آندھی کا شور حد سے سوا تھا..... وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا میں کھڑی گاڑی کی جانب آرہے تھے کہ خدیجہ کا پاؤں الٹا ہوا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اسکے گرتے ہی اسکا سر پارکنگ میں کھڑی ایک گاڑی کے ٹائر والی سائیڈ پہ لگا۔۔۔

"سکندر....." اسکے منہ سے آواز نکلی۔

گاڑی ان لاک کرتا سکندر بھاگ کر اسکی جانب آیا۔

"میڈم....." اس نے سہارا دے کر خدیجہ کو اٹھایا اور اسے تھام کر گاڑی کی پچھلی جانب کا دروازہ کھولا۔

"آگے بیٹھوں گی سکندر۔۔۔" وہ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے وہاں بیٹھ گئی۔

"شکر ہی زخم گہرا نہیں ہے یہ ٹشو پیپر دبا کر رکھیں آگے کوئی بینڈیج لیتے ہیں....." سکندر نے اسکے ماتھے پر آئے زخم کی لکیر سے بہتے خون کو دیکھا اور ٹشو نکال کر خدیجہ کو تھما دیے۔ باہر طوفان تیز تھا اڑتی مٹی کی بدولت کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ طوفان کا شور غیر معمولی تھا۔

"طوفان تھوڑا تھم جائے پھر نکلتے ہیں واپس اسلام آباد کے لئے....." سکندر نے باہر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے لگتا ہے یہ طوفان آج کوئی بہت بڑی تباہی کرے گا۔۔۔" خدیجہ نے سامنے روڈ پر گرتے درخت کو دیکھ کر کہا۔

"اللہ والی ہیں کوئی ورد کریں اللہ سے خیر کی دعا کریں....." سکندر مسکرایا۔

"اللہ والا کیا ہوتا ہے کمال تو اللہ کے لئے ہونے میں ہے۔۔۔ ہم انسان ہیں خطا کار ہیں سیاہ کار ہیں اور ہماری بھلائی ایک معمولی انسان بن کر رہنے میں ہی ہے۔۔۔ یہ اللہ والوں

کے ٹیگ لگا کر لبادے اوڑھ کر خود کو پارسا اور باقی خلقت کو حقیر سمجھنا۔۔۔ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔ بشر سے کبھی بھی کسی بھی وقت خطا ہو سکتی پاک ہے تو ایک ذات رب کی ذات۔۔۔ اور بحیثیت انسان ہمیں انسانوں کو غلطیاں کرنے ان پر شرمندہ ہونے اور سدھرنے کے مارجن دیتے رہنے چاہیے۔۔۔"

وہ بول رہی تھی اور سکندر سامنے سکرین پر نگاہیں جمائے بہت غور سے سب سن رہا تھا۔
 "اور خود بتاؤ اتنی اللہ والی ہوتی تو تمہیں ساتھ رکھتی بار بار تم مجھے بچانے آتے۔۔۔ اور ویسے بھی کب تک تم مجھے بچاؤ گے۔" وہ اب کھل کر مسکرائی تھی۔
 "جب تک بچاؤں گا۔۔۔ جب تک ہمت ہوئی جتنی میری طاقت ہوئی۔۔۔" وہ ہنوز باہر دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"انسان ہو انسان تھک جاتے ہیں آغاز میں دکھائی دینے والے بلند و بالا حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔۔۔ مجبوریاں آڑے آ جاتی ہیں اپنے رشتے اپنے اور لفظی رشتے غیر ہو جاتے ہیں۔۔۔ اور کچھ نہ بھی ہو تو انسان آخر کار بدل جاتے ہیں۔۔۔" اب کی بار خدیجہ کے لہجے میں نمی واضح تھی۔

"ایک بات بتاؤں آپ کو آج، سکندر حیات کی رگوں میں بہت خالص خون دوڑتا ہے نہ خون میں ملاوٹ ہے نہ ہی سوچ میں نہ نیت میں فتور ہے نہ ہی دل میں کھوٹ۔۔۔۔ جب بات وفاداری کی آجائے تو جان پہ کھیل کر بھی وفا نبھاؤں گا۔۔۔" اسکے لفظ لفظ میں سچائی تھی "تم ٹھیک بول رہے ہو مگر تجربات اتنے تلخ ہیں کہ معذرت میں اب ان لفظوں پر یقین نہیں کرتی۔۔۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ تلخ ہوئی۔

"آپ اپنی جگہ ٹھیک ہیں ہر انسان اپنے تجربے کی بنا پر ٹھیک بولتا ہے۔۔۔" وہ گاڑی

شارٹ کر چکا تھا۔

گاڑی ٹول پلازہ کراس کر موٹروے پر دوڑ رہی تھی شدید طوفان موسلا دھار بارش میں بدل چکی تھی ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ سکندر کو کچھ غیر معمولی احساس ہوا۔۔۔ وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔

خدیجہ سر پر دوپٹہ لئے موبائل فون پر ہی سورۃ ملک پڑھ رہی تھی گاڑی میں محض ونڈسکرین واپس کی حرکت کا شور تھا سکندر نے تلاوت میں مگن سی خدیجہ کو ایک نظر دیکھا دوسری جانب سائیڈ مرر سے آتی سلور ہونڈا سوک کی انڈیکیٹ کرتی ہیڈ لائٹس کو دیکھا۔۔۔ انکی وائٹ لینڈ کروزر دوڑ رہی تھی مگر پیچھے سے آتی گاڑی کی سپیڈ بھی کسی طور کم نہیں تھی سکندر نے سپیڈ مزید بڑھا دی مگر وہ خطرناک حد تک سپیڈ بڑھا کر خدیجہ کو panic نہیں کرنا چاہتا تھا موسم انتہائی خراب تھا ذرا سی بے احتیاطی کسی سنگین حادثے کی وجہ بن سکتی تھی.....

اس نے احتیاطاً ایک ہاتھ سے سیٹ کے نیچے موجود پٹل کو نکال کر قدرے آرام سے اپنی جیب میں رکھا۔۔۔ پھر سائیڈ مرر پر دیکھا گاڑی موجود نہیں تھی گویا پیچھے رہ چکی تھی بارش تیز تھی حدنگاہ بھی زیادہ نہ تھا۔

خدیجہ نے دعا مانگ کر جیسے ہی ہاتھ منہ پر پھیرے یک دم سے ایک گاڑی نے انکی گاڑی کو بری طرح اوور ٹیک کیا سکندر کی بروقت زوردار بریک سے گاڑی بال بال ٹکرانے سے بچی۔ خدیجہ کا سر زور سے ڈیش بورڈ پر لگا تھا مگر یہ کیا تکلیف کیوں نہ ہوئی؟ اس نے دیکھا ڈیش بورڈ پر اسکے سر کے عین نیچے سکندر کی مضبوط ہتھیلی تھی..... البتہ اسکی چوٹ سے خون دوبارہ رسنے لگا تھا وہ سراٹھا کر اس صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کسی صورت گاڑی سے نہیں اتریں گی آپ۔۔۔ میں سب سنبھال لوں گا۔۔۔"

سکندر نے تیزی سے ہسٹل ری لوڈ کیا سکندر نے اسے حوصلہ دیا بارش اور ونڈ سکرین واپس کا شور بہت زیادہ تھا۔

"یہ کون ہے....." اور ٹیک کرنے والی گاڑی انکی گاڑی کا راستہ روکے کھڑی تھی دونوں گاڑیوں کی وائٹ ہیڈ لائٹس فل آن تھیں۔۔۔

"کون ہو سکتا ہے یہ؟ گاڑی میں آدمی بھی ایک ہی موجود ہے اور یہ جب سے ہم فیصل آباد سے نکلے ہیں ہمارا پیچھا کر رہا ہے....." سکندر بولا۔

اتنی دیر میں گاڑی کا دروازہ کھلا سفید شلوار قمیض پر بلیک شال لئے عادل احمد شاہ گاڑی سے نکلا اور تیز بارش میں چلتا ہوا خدیجہ کی گاڑی کے سامنے آن کھڑا ہوا۔۔۔

وہ خالی ہاتھ تھا اسکی آنکھوں میں کرب شرمندگی پچھتاوا دکھ غم محبت کیا کچھ نہیں تھا وہ چپ چاپ بارش میں کھڑا خدیجہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

ہیڈ لائٹس کی روشنی اور بارش میں بھگتے عادل احمد شاہ کے وجود کو اتنے سال بعد اپنے سامنے دیکھ کر خدیجہ بنت حوا کی آنکھیں ضبط غم دکھ محبت کرب تکلیف نہ جانے کتنے احساسات کے تحت دھندلا گئی تھیں اسکی زبان جیسے اسکے حلق سے چپک گئی تھی اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ تھا جسکے تحت اسکی آواز نہیں نکل پارہی تھی۔

"عا۔۔۔ عا....." وہ بول نہیں پارہی تھی وہ بس عادل کے بھگتے وجود کو دیکھ کر کپکپا رہی تھی۔

"میڈم۔۔۔ میڈم کون ہے یہ۔۔۔ گھبرائیں مت۔۔۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا..... سکندر نے ہسٹل نکالا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"نا۔۔۔ نہیں..... نہیں سکندر..... نہیں..... دروازہ بند کرو پلیز۔۔۔" خدیجہ نے اسکا

بازو مضبوطی سے پکڑا۔

"نہیں جو حرکت گاڑی روک کر اس آدمی نے کی i will shot him"

سکندر غصے میں بھرا ہوا تھا۔

"نہیں سکندر تم اس انسان کو نہیں مار سکتے "وہ بہت مشکل سے بول پائی۔

"کیوں کون ہے یہ؟؟ کیا آپ اسکو جانتی ہیں؟؟" سکندر غصے سے بولا۔

"عا عادی عادل احمد شاہ "وہ بمشکل بول پائی۔

"عادل احمد شاہ کون اوہ آپ کا سابقہ شوہر "وہ مارے حیرت کے جھنجھلا بھی گیا۔

"ہاں"

"چندا۔۔۔۔۔ چندا میری بات سنو ایک بار مجھ سے بات کرو تمہیں بہت مشکل سے

ڈھونڈا ہے تمہارا مجرم تمہارے سامنے موجود ہے آؤ مجھے سزا دو "عادل احمد شاہ دونوں

ہاتھ باندھے گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا تھا۔

"عادی۔۔۔۔۔ "وہ فٹ سے دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگی جب اسکی کلائی کو سکندر نے اپنی

مضبوط انگلیوں میں جکڑ لیا۔

"جائیں لیکن یاد رکھیے گایہ دل بہت معصوم ہے اور اب میں اس دل سے کسی کو بھی کھیلنے

نہیں دوں گا۔۔۔۔۔ جلدی واپس آئیں "وہ اسکی سیاہ غلافی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسکی

کلائی چھوڑ چکا تھا۔

وہ فی الحال کچھ بھی محسوس کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی گاڑی سے اتر کر اسکے قدم جیسے

منوں بھاری ہو چکے تھے آج کتنے سالوں بعد اس شخص کے روبرو ہونے والی تھی جسکی وہ کبھی

کچھ دنوں کی بیوی رہ چکی تھی۔

اس انسان کے روبرو ہونے لگی تھی جو اسکی پہلی محبت تھا کہ نہیں تھا مگر بقول عادل احمد شاہ کے وہ اسکی پہلی محبت تھی وہ محبت جو اسکی بہن کی محبت کے آگے ہار گئی تھی۔۔۔ وہ قدم اٹھا رہی تھی وہ بھی گاڑی سے باہر نکلتے ہی بھیگ گئی تھی اسکا رف اسکے سر سے پھسل کر کندھوں پر آچکا تھا سر پر لگی چوٹ سے بہت خون بارش کے پانی کی آمیزش کے ساتھ اسکی آنکھوں اسکی گالوں پر بہنے لگا تھا۔

وہ عادل احمد شاہ کے قریب آ کر رک گئی۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا رو رہا تھا چندا کے قریب آتے اسکا سر مزید جھک گیا تھا وہ دونوں ہاتھ باندھ چکا تھا۔
 "مجھے معاف کر دو چندا....." وہ اسکے قدموں میں ڈھے گیا تھا۔
 خدیجہ نے فوراً سے بیشتر اسے اسکے کندھوں سے پکڑ کر اوپر کیا۔
 "عادی..... پلیز کھڑے ہو جائیں....." اس نے شانوں سے پکڑ کر عادل احمد شاہ کو اٹھایا۔

اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ کتنے شور تھے انکے گرد۔ بارش کا شور، گاڑیوں کا شور، تباہی کا شور، بربادی کا شور..... ارد گرد شور مچاتے ماضی کا شور، وہ دونوں آنکھوں میں آنسو لئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔
 عادل احمد شاہ کتنے سالوں بعد اس چہرے کو دیکھ رہا تھا جسے اللہ کو حاضر ناظر جان کر وہ اپنا چکا تھا جس کو نہ صرف اس نے پسند کیا تھا بلکہ محبت کی تھی نہ صرف محبت کی تھی اس محبت کو نکاح کر کے اپنایا بھی تھا مگر پھر.....

چندا کی آنسوؤں کی شدت سے لال ہوتی آنکھوں نے سوال کیا.....
 "مگر پھر کیا ہوا..... وہ محبت اتنی کمزور تھی کہ تمہاری ماں تمہارے باپ کے کہنے پر ختم ہو گئی

کیا وہ محبت اتنی کمزور تھی کہ تمھاری بہن کی عزت کی خاطر میری زندگی کا سودا کر دیا تم نے..... "چندا کی آنکھیں چیخ چیخ کر سوال کر رہی تھیں۔

"مجھ سے غلطی ہوئی میں نے ہنا سوچے سمجھے تمھیں چھوڑ دیا میں کوئی اور راہ بھی نکال سکتا تھا مگر میں نے وہی کیا جو ایک بزدل ایک ڈرپوک انسان کر سکتا ہے مگر خدا کی قسم اس ایک غلطی نے مجھ سے میرا سکون چھین لیا ہے میں مر رہا ہوں چندا..... "وہ بھی رو رہا تھا آنکھوں سے آنکھیں ہمکلام تھیں۔

ساتھ سے گزرتی بس کے ہارن پر وہ دونوں چونک گئے۔

"تم زخمی ہو....."

عادی نے اسکے ماتھے پر لگے زخم کو چھونا چاہا مگر وہ فوراً ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"یہ زخم تو ختم ہو جائے گا بارش میں دھل جائے گا عادل احمد شاہ جو زخم تم نے میرے دل پر میری روح پر میری زندگی پر لگایا ہے وہ کیسے دھلے گا..... "وہ اب سختی سے بولی تھی۔

گاڑی میں بیٹھے سکندر حیات کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی عادل احمد شاہ ایک انتہائی پرکشش آدمی تھا ان دونوں کی جوڑی شاندار تھی وہ ایک ساتھ بہت اچھے بھی لگ رہے تھے وہ دونوں ہمسفر بھی رہ چکے تھے..... وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے تھے۔۔۔ آج بھی انکی آنکھوں میں محبت کا درد واضح تھا مگر.....

سامنے دو وجود بھیگ رہے تھے

مگر گاڑی میں بیٹھے سکندر حیات کا دل سلگ رہا تھا۔

عادل احمد شاہ نے چندا کی طرف قدم بڑھایا تھا اور اب کی بار سکندر حیات کا دل لرزا تھا۔
"اپنی محبت پر کسی کا سایہ برداشت کرنا بھی شاید اب میرے بس میں نہیں..... کیا میری

محبت کامل ہو رہی ہے....." سختی سے مٹھیاں بھیج کر ہارن پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔



"اتنی بے اعتباری کیوں تھی تاج بابا۔۔۔ کیا ہم نے آپ کو اپنے بابا جتنا احترام اور محبت نہ دی۔۔۔ کیا خدیجہ سے ہمارا کوئی تعلق نہ تھا۔۔۔" وہ چہنچ کر کے سیدھا تاج محمد کے پاس پہنچا ڈرائنگ روم میں وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے بھاپ اڑاتے چائے کگ اب ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

"میں ختم ہو گیا تھا موسیٰ۔۔۔ میں ختم ہو گیا تھا۔۔۔ میرا ایک تھڑ میری خدیجہ کو مجھ سے دور لے گیا۔۔۔" تاج محمد نے آخر کار خاموشی توڑی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔

"آپ کی اتنے سالوں کی خاموشی نے پتہ نہیں خدیجہ کا کتنا نقصان کیا ہوگا..... بروقت ایکشن لیا جاتا تو اب تک خدیجہ ہمارے پاس ہوتی۔۔۔" موسیٰ ابراہیم تاسف سے بولا۔

"میری ساکھ میرا حسب نسب میرے خاندان کی عزت سب داؤ پر لگا تھا بات ذرا بھی لیک ہوتی تو ہمارے آباؤ اجداد کا نام مٹی ہو جاتا....." تاج محمد شرمندہ سے بولے۔

"اور کروڑوں کا نقصان بھی ہوتا ہے جواب تک دوسری خدیجہ کی بدولت آپ کو ملیں ہیں....." موسیٰ تلخی سے مسکرایا۔

"تاج بابا ایک بات یاد رکھیے گا کوئی بھی انسان کامل نہیں کوئی بھی انسان دوسرے انسان کے مطابق نہیں اور نہ ہی کسی انسان کو اپنے مطابق ڈھالنے کی زبردستی کوشش کرنی چاہیے۔ کوئی آپ سے الگ ہے تو کوئی مسئلہ نہیں مگر کوئی کچھ غلط کر رہا ہے تو محبت سے اسکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ اس پہ اصول و ضوابط مسلط کرنے چاہیے۔۔۔ اسکا کیا قصور تھا کہ وہ لڑکوں جیسے اطوار کی مالک تھی..... یا پھر وہ بہت زیادہ دیندار نہیں تھی۔۔۔ یا پھر وہ کوئی پیری

فقیری مرشد مریدی کے چکروں سے کوسوں دور بھاگتی تھی۔
 اسکی سب باتوں کے جواب میں تاج محمد خاموش تھے۔
 "یہ خدیجہ کون ہے....." موسیٰ نے سنجیدگی سے پوچھا۔
 "چندا۔۔۔ میری دوسری خدیجہ" تاج محمد بولے۔
 "چندا....." موسیٰ ابراہیم نے نام دہرایا۔
 اب تاج محمد موسیٰ ابراہیم کو سب کچھ سچ سچ بتا رہے تھے۔
 ☆.....☆.....☆

"عائشہ بی خدیجہ آپ تاج بابا کی بیٹی نہیں ہیں....." حوریہ خدیجہ کے کپڑے وارڈروب
 میں سیٹ کر کے باہر نکلی تو سب ملازمین کی چہ گویاں عروج پر تھیں وہ سیدھا عائشہ بی کے
 کمرے میں آئی۔

"تمہیں بھی معلوم ہو گیا۔۔۔" عائشہ بی تسبیح پڑھتے ہوئے بظاہر نارمل انداز میں بولیں
 "جی کیا یہ سچ ہے....." حوریہ انکے پاس بیٹھ گئی۔
 "سچ ہے بیٹی۔۔۔"

"خدیجہ آپ کون ہیں پھر....." حوریہ کا تجسس عروج پر تھا اس دن فیصل آباد سے واپسی پر
 خدیجہ کی حالت اور منہ سے نکلنے والے الفاظ سب مناظر اسکی آنکھوں کے آگے گھوم گئے۔
 "چندا....." عائشہ بی نے حوریہ کی آنکھوں میں دیکھا۔
 "چندا.....؟" حوریہ نے بھی نام دہرایا۔

"ہاں چندا۔۔۔ ہماری خدیجہ بنت حوا..... جو خدیجہ بنت تاج محمد کی جگہ اس گھر میں آئی
 جس نے تاج محمد کے خاندانی علم کو سنبھالا جس نے تاج محمد کے احسان کا بدلہ خوب چکایا۔۔۔"

عائشہ بی کھوے کھوے انداز میں بولی۔

"تو تاج بابا کی اپنی بیٹی خدیجہ کون ہیں کہاں ہیں....." سچ سن کر حوریہ ششدر سی بیٹھی تھی
"معلوم نہیں اس بچی کو زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا۔۔۔" عائشہ بی نے نم آنکھیں صاف
کے سائیڈ دراز کھولا اور ایک فوٹو فریم نکالا۔

"یہ ہے ہماری خدیجہ۔۔۔" عائشہ بی نے تصویر حوریہ کو تھما دی۔

"ماشاء اللہ۔۔۔ یہ تو بہت پیاری ہیں۔۔۔ خدیجہ آپ جیسی لگتی ہیں کافی۔۔۔" حوریہ
تصویر میں صحت مند دراز قد سرخ و سپید مسکراتی لڑکی دیکھ کر حیران رہ گئی اس نے لڑکوں جیسی
ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی شولڈر کٹ بالوں کو پونی ٹیل میں جکڑا ہوا تھا ہر قسم کی آرائش اور زیور
سے پاک وجود۔۔۔

"یہ تصویر موسیٰ نے بنائی تھی۔۔۔ وہ مختلف تھی مگر موسیٰ اسے سمجھتا تھا وہ اور موسیٰ بہت اچھے
دوست تھے یہ شرٹ بھی اسے موسیٰ نے لا کر دی تھی۔۔۔ تاج محمد نے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ
اس گھر میں کوئی لڑکوں والی شاپنگ نہیں کرے گا اسکی۔۔۔ پھر موسیٰ اسکے لئے اسکی پسند کی
شرٹس لایا کرتا تھا..... کبھی کبھی تو وہ خود موسیٰ کے کپڑے لا کر پہن لیتی مگر موسیٰ کے کپڑے اکثر
اسے تنگ ہوتے تھے....." عائشہ بی مسکراتے ہوئے رو رہی تھیں۔

"تمہیں پتہ ہے موسیٰ بہت دبلا ہوا کرتا تھا اسکا قد بھی ہماری خدیجہ سے دو تین انچ کم ہی
تھا..... مگر اسے معلوم تھا خدیجہ کو اسکے کپڑے پہننا پسند ہے..... موسیٰ نے اسکی خاطر لارج
سائز پر سوچ کر لیا تا کہ خدیجہ آسانی سے ان کپڑوں میں فٹ آجائے۔۔۔ وہ اکثر تاج محمد
کے پاس اسکی سفارش لے کر آیا کرتا تھا انکا بچپن بھی ایسے ہی گزرا موسیٰ خدیجہ کا بے حد خیال
رکھتا تھا" عائشہ بی نے خدیجہ کی تصویر کو چوم کر واپس دراز میں رکھ دیا۔

"خدیجہ اس گھر کی وہ سچائی ہے جس سے ہم سب نظریں چرائے پھرتے ہیں....."

"مجھے بہت دکھ ہوا سن کر اور میری دعا ہے وہ جہاں بھی ہوں سلامت ہوں....." حوریہ بے حد اداس ہو گئی۔

"سمجھ نہیں آرہی خدیجہ آپ کی کوچندا کہوں یا خدیجہ۔۔۔۔" حوریہ الجھی۔

"وہ ہماری خدیجہ ہے اور وہی رہیں گی..... تاج محمد کہتا ہے خدیجہ میرا آسرا ہے اور وہ صرف انکا نہیں ہم سب کا آسرا ہے حوریہ۔۔۔۔" عائشہ بی کے لفظ لفظ میں سچائی تھی۔

"مجھے لگتا ہے بظاہر مضبوط نظر آنے والی خدیجہ آپ کی اپنی بھی کوئی بہت کٹھن داستان ہے بہت درد ہے کہیں..... جیسے وہ درد مندوں کے کام آتی ہیں جیسے وہ ہر چھوٹے بڑے سے محبت کرتی ہیں جیسے وہ ہم سب کا خیال کرتی ہیں انتہائی پروقار ہونے اور اپنی پوزیشن برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ انکے اندر میں نے ایک بہت ٹوٹی ہوئی بہت نرم دل بہت معصوم ہستی دیکھی ہے مجھے لگتا ہے انکو بہت توڑا گیا ہے....."

حوریہ بول رہی تھی اور عائشہ بی اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

"خدیجہ نے اس علم کی وارث بننے کے لئے بہت محنت بہت ریاضت کی ہے اسکی مشقیں بے حد لمبی ہوا کرتی تھیں وہ نہ جانے کتنی راتیں جاگتی تھی۔۔۔۔ اگر اس میں وہ درد وہ کرب وہ آگ نہ ہوتی تو وہ کبھی یہاں تک نہ پہنچتی۔۔۔۔۔ مگر ایک چیز جو اسکی ذات میں، میں نے دیکھی وہ تھی ادائے بے نیازی وہ دنیاوی ہونے کی جتنی کوشش کر لے وہ مغرور ہونے کا جتنا دکھاوا کر لے وہ دل سے کسی دکھاوے کی قائل نہیں وہ یہ شان و شوکت یہ گاڑیاں یہ بنگلے یہ شہرت حاصل کرنے کے باوجود بھی اداس ہے۔۔۔۔ اسے لگتا ہے اللہ اور اسکے رب کا تعلق ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے مگر جس علم کی وارث وہ بن چکی ہے اس میں اسے اپنے اور اپنے رب

کے بچ تعلق کمزور لگنے لگا ہے کیونکہ اس علم کی بدولت وہ لوگوں کے مسائل تو حل کر رہی ہے مگر انسانیت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ بھی رہی ہے یہ چیز اب اسکو ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب کر رہی ہے..... اسکی اس ذہنی کیفیت نے تاج محمد کے اندر بہت سے خدشات پیدا کر دیے کہ کہیں یہ خدیجہ بھی ہماری خدیجہ کی طرح باغی ہو کر سب کچھ چھوڑ نہ جائے۔۔۔۔۔" عائشہ بی نے لفظ بالفظ سچ بتایا انکا دل بھی دو دن سے بے حد بوجھل تھا۔

"اب آپ کی کہاں گئی ہیں۔۔۔" حوریہ نے پوچھا۔

"فیصل آباد اپنے نشئی اور جواری باپ کی اصلاح کی کوشش کرنے۔۔۔ اسکو ایسے ادارے میں داخل کرانے جہاں نہ صرف اسکی بری عادتیں چھوٹ جائیں گی بلکہ اسکا ہر طرح سے خیال بھی رکھا جائے۔۔۔ وہ پچھلے دو دن سے اسی سلسلے میں کوشش کر رہی تھی اور یہ وہ ظالم باپ ہے جس نے اس بچی اور اسکی ماں پر بہت ظلم کیے ہیں مگر آفرین ہے اس بچی پر..... کبھی کبھی سوچتی ہوں ظرف اور آزمائش پر ثابت قدمی پر جب کچھ لکھا جائے گا تو "چندا" کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا....." عائشہ بی کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

اور حوریہ کی وہ وقت یاد آ گیا جب اسکے گھر کے حالات و واقعات سن کر اور جان کر خدیجہ نے اسکو سہارا دیا تھا

"آپ باکمال ہیں آپ۔۔۔ یہ دوسروں کے درد چننے والے خود کس قدر بکھرے ہوتے ہیں" حور یہ آنسو صاف کرتے ہوئے گھر واپس جا رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

سکندر نے جیسے ہارن پر ہاتھ رکھ لیا تھا وہ دونوں جیسے واپس دنیا میں آئے تھے۔

"پاس ہی کچھ فاصلے پر سروس سٹیشن ہے وہاں بیٹھ کے بات کرتے ہیں" عادل احمد شاہ

نے اسکے ماتھے سے نکلتے خون اور کپکپاتے لبوں کو دیکھا۔

خدیجہ نے ایک خالی سی نگاہ اسکے پریشان اور بیک وقت پشیمان چہرے پر ڈالی۔

"چلیے آپ ہم آپ کے پیچھے آتے ہیں۔۔۔" خدیجہ بول کر اپنی گاڑی کی طرف جبکہ وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

اسے گاڑی کی جانب آتا دیکھ کر جیسے سکندر کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

"فالو کرو اس گاڑی کو....." وہ سنجیدگی سے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولی۔

تھوڑی دیر بعد وہ سروس ٹیشن پر گاڑیاں کھڑے کیے کھڑے تھے۔ عادل احمد شاہ نے اپنی گاڑی کی بیک سیٹ پر موجود ڈارک براؤن رنگ کی مردانہ شال نکالی اور دروازہ کھول کر خدیجہ کی گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

وہ سامنے سے آتے عادل احمد شاہ کو دیکھ رہی تھی جو سرتاپاؤں بھیگا ہوا تھا وہ پہلے سے زیادہ بھرپور مردانہ وجاہت کا حامل مرد تھا اسکا لمبا قد نکھرارنگ گھنی مونچھیں اور سیاہ بال جو اسکی کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے وہ کتنا مکمل تھا۔۔۔ سکندر اسے حسد سے نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ایک نظر خدیجہ کے چہرے پر ڈالی جو یک ٹک عادل احمد شاہ کو دیکھ رہی تھی۔ سکندر کے دل کو جیسے کسی نے زور سے مٹھی میں جکڑ کر چھوڑا تھا

"میں آتی ہوں سکندر..... میرا انتظار کرنا۔" عادل احمد شاہ انکی گاڑی کے قریب آچکا تھا۔

"یہاں سے واپسی ممکن ہوگی.....؟" معنی خیز سوال پر خدیجہ نے چونک کر سکندر کو دیکھا

وہ کرب میں تھا تکلیف میں تھا اسکی آنکھوں میں کچھ کھونے کا خوف تھا.....

خدیجہ بنا کوئی جواب دیے گاڑی سے اتری تو سکندر کو اسکا قدم اپنے دل پر محسوس ہوا وہ

تکلیف کی اذیت سے سختی سے آنکھیں بند کر گیا تھا۔

وہ گاڑی سے اتری دروازہ بند کیا تو عادل احمد شاہ نے آگے بڑھ کر اپنی مردانہ مثال اسکے کندھوں پر ڈال دی۔ اسکی مخصوص خوشبو نے اسکے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیا

"گاڑی میں بیٹھتے ہیں باہر ٹھنڈ ہے۔۔۔" عادل نے اسے سوالیہ انداز میں پوچھا۔
وہ اثبات میں سر ہلا کر اسکے پیچھے چل پڑی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی کی گرمائش اور عادل احمد شاہ کی مخصوص خوشبو نے ایک پرسکون سا احساس بخشتا تھا۔ وہ دونوں نہ جانے کتنا وقت خاموشی سے بیٹھے رہے اور کتنے لمحے بیت گئے۔

وہ اب رخ موڑے چندا کو دیکھ رہا تھا۔

اور وہ سامنے ونڈ سکرین پہ۔

"کتنی بدل گئی ہو تم چندا۔۔۔ تمہاری شخصیت میں اعتماد تمہاری آنکھوں میں طاقت اور تمہارے وجود میں ایک انوکھی سی مہک ہے معلوم نہیں تمہارے یہ ماہ و سال کیسے گزرے۔۔۔۔۔ جانتا ہوں پوچھنے کا کوئی حق بھی نہیں مگر تمہاری شخصیت کا یہ بدلاؤ دیکھ کر حیرت ہوئی۔۔۔" وہ جیسا سوچ رہا تھا وہی بول رہا تھا۔

"میری تو شخصیت بدلی تمہاری تو زندگی ہی بدل گئی عادل احمد شاہ۔۔۔ ایک بیوی ایک بچی کا اضافہ بھی ہو گیا۔۔۔۔۔" وہ مضبوطی سے گہرا طنز کر گئی۔

"وہ تم ہی تھی نا اس دن ہوٹل کی پارکنگ میں۔۔۔ میں تمہارے معاملے میں دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔۔۔" عادل احمد شاہ نے اسکے طنز کا برا نہ منایا۔

"ہاں میں تھی۔۔۔، کیا تم مجھے تلاش کر رہے تھے۔۔۔" اس نے سوال کیا۔

"تمہارا آپ سے تم پر آنا اچھا لگا مجھے۔۔۔" عادی مسکرایا۔

"حیرت ہے۔۔۔ ویسے عزت کا درجہ کم ہونے پر اچھا نہیں لگنا چاہیے۔۔۔" وہ نہ چاہتے

ہوئے بھی تلخ ہو رہی تھی۔

"تم جوتا اتار کر میرے سر پر بھی مارو تو میں اف نہیں کروں گا....." عادل تڑپ کر بولا۔
"اس سے کیا ہوگا....." وہ آرام سے بولی۔

"بولیے عادل احمد شاہ اس سے کیا ہوگا۔۔۔؟ میرے گزرے ماہ و سال واپس آ جائیں گے۔۔۔ میری اماں واپس آ جائیں گی۔۔۔ میرا شوہر واپس آ جائے گا..... میرے خواب میری خوشیاں کیا سب واپس آ جائے گا..... میری اماں کا وہ بھروسہ وہ یقین جو تم پر کر کے انہوں نے مجھے تمہارے سپرد کیا تھا وہ سب واپس آ جائے گا..... وہ چندا واپس آ جائے گی جس پر تم طلاق کی مہر لگا کر بیچ رہے ہو چھوڑ کر چلے گئے تھے..... کیا ہوگا بتاؤ مجھے....." وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

"مجھے معاف کر دو چندا۔۔۔ خدا کی قسم اس زیادتی کی بدولت اللہ نے مجھ سے میرا سکون چھین لیا ہے میں جی رہا ہوں بظاہر ایک آئیڈیل لائف گزار رہا ہوں مگر دل کا سکون جیسے چھن گیا ہے تم جانتی ہو کہ میں نے تم سے محبت کی ہے اس محبت کو تا عمر نبھانے کا وعدہ کیا تھا کوشش بھی کی تھی مگر جوڑ بجڑی ہوئی اسکی امید مجھے بھی نہیں تھی مگر خدا کا واسطہ ہے میری محبت پر شک مت کرو میری تم سے محبت کی اکلوتی گواہ تم ہو اپنے دل سے پوچھ کر بتاؤ کیا میں نے تم سے محبت نہیں کی تھی وہ جھوٹ تھا۔۔۔؟" عادل احمد شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا تھا۔

"سنو اس دل کو اس میں آج بھی تم بستی ہو سنو اسکو یہ پل پل مرا ہے تمہارے بغیر۔۔۔ سنو اسکو یہ کتنا تڑپا ہے تمہارے بغیر نہیں سمجھ سکتی تو ابھی اسی وقت اس دل کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دو۔۔۔" وہ اب اسکی ہتھیلی کو زور زور سے اپنے سینے پر مارنے لگا تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔ نہیں سننی مجھے تمہارے اس دل کی جھوٹی محبت کی داستان۔۔۔"

محبت۔۔۔ یہ تھی محبت کہ اپنی بہن کے اغوا کا سنتے ہی اسکی عزت کی خاطر اپنی عزت کو سر سے اتار کر پھینک دیا۔۔۔ تم اس وقت قانون کا سہارا لے سکتے تھے کوئی اور حکمت عملی اختیار کر سکتے تھے مگر تم سب مرد اپنی ماں بہن اور بیٹیوں کے معاملے میں بہت غیرت مند ہو جاتے ہیں مگر قربان کرنے کے لیے تم لوگوں کو صرف محبت ملتی ہے محبت کے معاملے میں تم لوگوں کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے کیسے ایک لڑکی کو محبت زندگی سکون جیسے القابات سے نواز کر دنیا کے لئے چھوڑ دیتے ہو..... میں نے سنا تھا مرد جب کسی عورت سے سچی محبت کرتا ہے تو اسے دنیا کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ اسکا محافظ بن کرتا عمر اسے اس کے مقام کو برقرار رکھتا ہے مگر جب اس دن تم اپنے گھر والوں کے کہنے پر مجھے طلاق دے رہے تھے تم مجھے دنیا کے سب سے بڑے بے غیرت آدمی محسوس ہوئے تھے۔۔۔"

اس کے الفاظ نہیں زوردار تھپڑ تھے جو عادل احمد شاہ کے منہ پر زور زور سے لگ رہے تھے۔ وہ سر جھکا کر خاموش آنسو بہا رہا تھا۔

"رو اور رو عادل احمد شاہ..... میں بھی بہت روئی تھی میرے تاریک دنوں کی روشنی تھا میرا عادی۔۔۔ میری ماں کا بھروسہ اور یقین تھا عادی۔۔۔ میرے برے دنوں میں خوشی و مسرت کا وہ لمحہ تھے تم جس میں چندا مسکراتی تھی۔۔۔ تمہارے چلے جانے پر میں بھی بہت روئی تھی مجھے طلاق دیتے ہوئے تمہاری صرف زبان لڑکھرائی تھی مگر میری تو زندگی ہی ڈمگ گئی تھی۔۔۔" وہ بول رہی تھی اور عادل احمد شاہ کے رونے میں شدت آتی جا رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دو چندا۔۔۔ میں تمہارا مجرم ہوں..... اللہ کی قسم تمہارے فراق نے مجھے مار ڈالا تھا میرا دل بہت بوجھل تھا میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا ہے ہر دعا میں تم سے ملنے کی دعا کی ہے مجھے معاف کر دو مجھے اب کسی کی کوئی پرواہ نہیں مجھے بس تم چاہیے ہو تم نہیں ملو گی تم

معاف نہیں کروگی تو میرا دل اب پھٹ جائے گا۔۔۔" وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام کر ان پر سر
ٹکائے زار و قطار رو رہا تھا۔

خدیجہ تو شاید کہیں سائیڈ پہ ہو چکی تھی گاڑی میں اس وقت ایک چندا تھی اور ایک عادی اور
ان کے بہت سارے آنسو.....

باہر برستی بارش میں اور اندر بہتے آنسوؤں میں کیا کچھ نہیں بہہ رہا تھا۔

ندامت

دکھ

درد

پچھتاوے

تکلیفیں

اذیتیں

محبت

فکر

خوشیاں

غم

وہ دونوں رو رہے تھے کتنے سالوں کے آنسو جو سینے میں دفن تھے آج باہر نکلے تو باہر برستی
بارش کی رفتار بھی انکے آنسوؤں کے آگے بے بس ہو گئی۔

☆.....☆.....☆

یہ کیسے سلسلے ہیں جو

تیرے ساتھ جڑ گئے ہیں
یہ کیسی آرزو ہے

جودل میں آ بسی ہے
میں خود کو تمہارے بغیر

ادھورا محسوس کرتا ہوں
کیوں تمہیں اب کھونے سے ڈرتا ہوں

کیوں تم پہ اب بے حساب مرتا ہوں
کیوں

تمہاری کمی وہ کمی بن چکی ہے
جسکے بنا میری ذات نامکمل ہے

وہ اس سرد موسم میں سرتا پاؤں سلگ رہا تھا یوں تو شجاع ابراہیم سے بھی اسکو جلن محسوس
ہوتی تھی مگر یہاں تو اسکا وجود عجب آگ میں سلگنے لگا تھا۔۔۔ وہ اس لڑکی کا سابقہ شوہر تھا شوہر
بھی وہ جس نے چندا سے بے پناہ محبت کی تھی۔۔۔۔۔

"مگر مجھے اس سے کیا۔۔۔ محبت تو میں کرتا ہوں اس سے" اسے اپنا سانس بند ہوتا
محسوس ہوا وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

"تم اسکے ملازم ہو ایک ملازم ہو..... حقیقت تسلیم کرو اس سے محبت نہیں کر سکتے تم۔۔۔"

حقیقت نے منہ چڑایا۔

"اس نوکری کی وجہ سے میں اپنی محبت سے منہ نہیں موڑ سکتا کہ مجھے چندا سے محبت ہے
۔۔۔" وہ سخت اذیت سے بولا۔

"تو اسی حقیقت کو تسلیم کر لو کہ تم ایک شادی شدہ مرد اور ایک بچے کے ہونے والے باپ ہو۔۔۔" حقیقت نے قہقہہ لگایا۔

"مجھے بہت کمزور سمجھا ہے تم نے ساری حقیقتوں سے واقف ہو کر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کروں گا کہ وہ لڑکی میری محبت ہے۔۔۔" وہ حقیقت پر طنزیہ مسکرایا۔

"تو کیا کرو گے ساری زندگی اس لڑکی کے ٹکڑوں میں پل کر اس سے محبت کا دعویٰ کرو گے۔۔۔" اب کی بار حقیقت نے بھی بدلہ لیا۔

"حقیقت تلخ ہوتی ہے۔۔۔"

وہ خاموشی سے بہت کچھ سوچنے لگا۔ مگر دھیان بار بار سامنے کھڑی سوک پر جا رہا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہاں جائے اور ہاتھ پکڑ کر خدیجہ کو اپنے پاس لے آئے.....

"نہ جانے یہ آج کیا فیصلہ کریں گی..... کیا یہ عادل احمد شاہ کے پاس واپس چلی جائیں گی۔۔۔؟ نہیں۔۔۔ انکی طلاق ہو چکی ہے..... سالوں گزر چکے ہیں اس بات کو۔۔۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت بھی تو ہیں۔۔۔ محبت تو محبت رہتی ہے..... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ اب بے چینی میں گاڑی سے باہر نکل گیا۔

☆.....☆.....☆

ان دونوں کے رونے میں کمی آ چکی تھی چندا نے اپنے ہاتھ اسکے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کرائے اور اوپر اوڑھی عادل احمد شاہ کی چادر کے ایک کونے سے عادل کا چہرہ اوپر کر کے صاف کرنے لگی۔ عادل حیرت سے اسکے زخمی آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"ویسے تو معاف کرنے کی صفت خدا کی ہے عادی انسان انسان کو کیا معافی دے سکتا ہے مگر تمھاری تسلی کے لیے بول رہی ہوں کہ میں نے تمھیں معاف کیا عادل احمد شاہ۔۔۔" وہ

اسکی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔

"خدا تو انصاف کرتا ہے چندا وہ رحیم ہے غفور ہے اپنے معاملات میں مگر اپنے بندوں کے ساتھ زیادتی پر وہ پورے انصاف سے کام لیتا ہے....." عادل احمد شاہ نے خود کو سنبھالا تھا اسکی آنکھیں رونے کی شدت سے سرخ تھیں۔

"جس کی عزت کے لیے تمہیں چھوڑا تھا خدا نے اسی کے ہاتھوں ہماری عزت کو تار تار کر وا دیا۔۔۔ مجھے یقین ہے تم نے مجھے یا میرے گھر والوں کو بددعا نہیں دی ہوگی مگر رب بھی انصاف کرنا چھوڑ دے تو اس دنیا سے خوف ہی ختم ہو جائے۔۔۔" عادل بول رہا تھا اور وہ اب بھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔ تمہاری بہنیں ٹھیک ہیں؟ تانیہ ٹھیک ہے....." وہ پریشان ہوئی۔
"ہاں وہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک بس ہم سب کو کہیں آنکھ اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا اس نے....." وہ گاڑی کے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھے دکھ سے بولا۔

"کیا مطلب..... صاف صاف بتاؤ مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔
"کس مٹی کی بنی ہو تم۔۔۔ جس لڑکی کی وجہ سے تم مجھ سے جدا ہوئی اسکے متعلق ایسی بات سن کر مطمئن ہونے کے بجائے پریشان ہو رہی ہو۔

"ہمارے ساتھ اگر کچھ برا ہو جائے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہم باقی انسانیت کا برا چاہنے لگ جائیں۔۔۔ میرے ساتھ جو ہوا اس سازش میں شامل بہت سے لوگ تھے..... مجھے کسی کا برا نہ سوچنا ہے نہ ہی برا چاہ سکتی ہوں اب بتاؤ مجھے پلیز تانیہ ٹھیک ہے" وہ صاف گوئی سے بولی۔
وہ پہلی بار مسکراتے ہوئے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا۔۔۔؟" وہ اسکے اس طرح دیکھنے پر پوچھ رہی تھی۔

"تمھاری یہ خود اعتمادی تمھارا یہ مضبوط سادو ٹوک انداز بہت نیا ہے میرے لیے بہت اچھا لگ رہا ہے مگر اسکے باوجود بھی تمھاری معصومیت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی۔۔۔" وہ مسکرایا اور چندارخ پھیر گئی۔

"تانیہ 3 سال پہلے ہم سب کو چھوڑ کر شوبز کی دنیا میں جا چکی ہے سید گھرانے کی لڑکی ہونے کے ناطے اپنے خاندان کی عزت کے واسطے دیے مگر وہ واپس نہ آئی۔۔۔ اب وہ تانیہ نہیں رہی ماڈل رائیل خان ہے۔۔۔" عادل احمد شاہ کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ ابھری۔

"رائیل خان....." چندا کو یہ نام نہ جانے کیوں سنا سنا محسوس ہوا۔

"ہاں اسکا پروفیشنل نام ہے۔۔۔ سنا ہے بہت عرصے سے وہ اسلام آباد شفٹ ہو گئی ہے اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ رہ رہی ہے۔۔۔ دیکھا کیسا کھیل کھیلا قسمت نے....." وہ بول رہا تھا

"اگر وہ اپنی زندگی میں خوش ہے تو یہ کوئی کھیل نہ ہوا اس نے اپنے مطابق اپنی زندگی کا انتخاب کیا..... اور ہو سکتا ہے وہ اسی میں خوش ہو" چندا نے اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔

"نہیں مجھے لگتا ہے مکافات عمل کی چکی میں وہ بھی کہیں نا کہیں پس رہی ہوگی۔" وہ بولا۔

"ہر بات مکافات عمل پر نہیں ڈال دیتے کچھ معاملات کو اس نہج تک پہنچانا ہی نہیں چاہیے کہ مکافات عمل تک بات پہنچے....." وہ اب اپنا بھیگا چہرہ صاف کر رہی تھی۔

"خیر۔۔۔ چندا میں تمھیں اپنا نا چاہتا ہوں بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔۔۔" عادل احمد شاہ نے اسکو دیکھا۔

"کھلونا ہوں؟ جسے جب دل کیا اپنا لیا ذرا سی آزمائش پر چھوڑ دیا اور پھر ہاتھ لگا تو اپنانے کی خواہش کرنے لگے۔۔۔؟ ایک بات بتاؤ بیوی ہے بچی ہے تمھاری کل کو تمھاری بیٹی اغوا

ہوتی ہے اور تمہیں کہا جائے کہ بیٹی کو بچانے کے لئے چندا کو چھوڑ دو تو تم کیا کرو گے.....؟"

اسکے اس سخت سوال پر اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

"یقیناً مجھے چھوڑ دے۔۔۔ کیونکہ تم مرد اپنی ماں بہن بیٹی کے حق میں اچھے ہوتے ہو مگر جن لڑکیوں سے محبت کے دعوے کرتے ہو ہمیشہ قربان اس عورت کو کرتے ہو..... اور اب..... اب مجھے اپنے سوکلو میٹر کے دائرے میں بھی ایسا بزدل مرد نہیں چاہیے۔۔۔"

کاش تم مرد یہ بات سمجھ جاؤ کہ جس سے تم لوگ دل لگی کرتے جس سے محبت کرتے ہو وہ بھی کسی کی بیٹی ہوتی ہے وہ بھی کسی کی بہن ہوتی ہے جو عزت جو مقام جو حفاظت تمہاری ماں بہن بیٹی کو چاہیے اسے بھی تم سے وہی حفاظت چاہیے تو کیوں تم لوگ خاندان کے پریشر، سوسائٹی کے پریشر یا کسی بھی ٹریجیڈی کے پریشر میں اپنی محبتوں کو قربان کر دیتے ہو۔۔۔ کیوں ایسی کوئی راہ تم لوگوں سے نہیں نکلتی جس میں سب کچھ ٹھیک رکھ سکو ضرور ایک عورت کو اسکی محبت کو قربان کر کے ہی تم لوگوں نے اپنی ناک اونچی رکھنی ہوتی ہے وقت آ گیا ہے کہ اب یہ معاشرہ جسے اپنا کہنا کا دعویٰ کرے اسکو اون کرے اس دعوے کی پاسداری کرے۔۔۔ ہر بار خونی رشتوں کی آڑ میں اپنے بنائے ہوئے رشتوں کی قربانی دینا درست نہیں۔۔۔ اگر حساب ماں بہن بیٹی کے متعلق ہوگا تو حساب تو اس لڑکی کے متعلق بھی ہوگا جس کے ساتھ محبت سے تم تعلق بناتے ہو اور پھر بیچ راہ میں چھوڑ جاتے ہو..... "وہ تلخی سے بول رہی تھی۔

"مگر میں نے تمہیں معاف کیا کیونکہ جزا سزا کے سلسلے بھی بہت لمبے ہوتے ہیں ہم پیدا ایک بار ہوتے ہیں مرتے ایک بار ہیں اور میرے نزدیک ہم شادی بھی ایک انسان سے ایک بار کرتے ہیں جب وہ چھوڑ دے تو پلٹ کر اسکی زندگی میں واپس جانے سے بہتر موت ہے..... تمہیں تمہاری زندگی مبارک اللہ تمہیں ہر خوشی دے آمین....."

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اترنے لگی۔

"چندا مجھے معاف کر دو مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔" عادی نے بے اختیار روتے ہوئے اسکی کلائی تھام لی۔

"میں نے کہیں سنا تھا کہ اصل مرد زندگیاں میخ کرتے کرتے مر جاتے ہیں ایک ساتھ دو دو بیویاں بچے ماں بہنیں سب کو میخ کرتے ہیں انورڈ کرتے ہیں انکو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کیونکہ وہ حقیقی مرد ہوتے ہیں حقیقی مرد چھوڑتے نہیں اور جو چھوڑ دیتے ہیں وہ مرد نہیں ہوتے۔۔۔ اور تم نے سنا ہوگا کہ عورت کبھی چھوڑتی نہیں اور چھوڑ دے تو پلٹتی نہیں..... اس دن تم نے مجھے چھوڑا تھا آج میں تمہیں چھوڑ رہی ہوں کبھی نہ پلٹنے کے لئے..... خدا حافظ عادل احمد شاہ....." اس نے اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرایا اور بنا پلٹے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

آج وہ عادل احمد شاہ کو وہ آئینہ دکھا کر گئی تھی جو اس معاشرے کے مردوں کو دیکھنے کی اشد ضرورت ہے.....

وہ آنسو رگڑتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی دل ایک باب خوش اسلوبی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرنے پر مطمئن تھا۔

☆.....☆.....☆

"چلیں۔۔۔" وہ ایک ہاتھ گاڑی پر رکھے ہوا میں تیز تیز سانس لے رہا تھا جب خدیجہ نے ہلکے سے انداز میں مسکراتے ہوئے اسکا کندھا تھپتھپایا.....

"جی..... کہاں۔۔۔" وہ پہلے بوکھلایا پھر اسکی مسکراہٹ دیکھ کر الجھا۔

"واپس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ ان راستوں پر کبھی نہ پلٹنے کے لئے....." وہ بولی اور

چل کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"پلیز یہ اپنی شال مجھے دے دو....." وہ گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا جب خدیجہ نے اسکی سیٹ کی پشت پر پڑی مردانہ شال کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ نے لی تو ہوئی ہے..... خیر یہ بھی لے لیجیے۔۔۔" وہ اسکی طرف اپنی شال بڑھاتے ہوئے بولا۔

"جنہیں چھوڑ دیا جاتا ہے پھر ان سے وابستہ کسی بھی چیز کو خود سے منسلک نہیں رکھا جاتا ایسا کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں جب کسی کو چھوڑ دو تو اسکی ہر چیز کو چھوڑ دو اور پلٹ کر نہ دیکھو....." اس نے عادل احمد شاہ کی شال اتاری اور شیشے سے باہر اچھال دی،

دور عادل احمد شاہ کو لینڈ کروزر کا کیچڑ لگا ٹائر اپنی شال پر نہیں اپنے دل پر محسوس ہوا تھا.....
"یہ میری طرف سے تمہیں دیا جانے والا پہلا اور آخری گھاؤ تھا عادی اب تم بھی سکون سے اپنی زندگی میں پلٹ سکو گے....."

وہ سکندر کی شال لپیٹ کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند چکی تھی۔
اسکا جسم اب تھک چکا تھا۔

☆.....☆.....☆

اے باد صبا تیرا احساس کس قدر حسین ہے جب انسان اپنے اندر کے شور اور گھٹن سے اکتا جاتا ہے تو تو اسے جینے کا ایک نیا احساس بخشی ہے۔

وہ فجر ادا کر کے ٹیرس پہ قطار در قطار فینسی پلانٹس کے پاس کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لے رہی تھی دو دن بعد وہ خود کو کافی تازہ دم محسوس کر رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے پھولوں سے سجے گملے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ ہلکی ہلکی روشنی نور کی مانند چار سو

بکھر رہی تھی..... پچھلے نہ جانے کتنے دن وہ مختلف محاذ لڑتے لڑتے تھک چکی تھی۔

"بیٹی۔۔۔ آپ کے لیے چنبیلی کی پتیوں کی اسپیشل چائے۔۔۔" عائشہ بی نے نماز پڑھ کر اپنے ہاتھوں سے اسکی پسند کی چائے تیار کروائی۔

"شکریہ عائشہ امی آئیں میرے پاس بیٹھیں....." وہ اٹکا ہاتھ پکڑ کر ٹیڑس میں رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"طبیعت کیسی ہے ہماری خدیجہ بنت حوا کی....." وہ خدیجہ کے چہرے کو ہاتھ لگا کر بخار چیک کر رہی تھیں۔

"بہت اچھی طبیعت ہے عائشہ امی..... آپ بتائیں سب معاملات اچھے جارہے ہیں گھر کے....." وہ چائے کی سپ لیتے ہوئے بولی۔

"ہاں بیٹی الحمد للہ۔۔۔ ایک بات پوچھوں۔۔۔" عائشہ بی جھجکتے ہوئے بولیں۔
"جی عائشہ امی....."

"تم تاج محمد سے ناراض ہو ابھی تک....." عائشہ بی نے سوال کیا اور اسکا لبوں تک کپ لے جاتا ہاتھ تھم گیا۔

"نہیں۔۔۔ وہ میرے بابا ہیں بیٹیاں باپ سے زیادہ دیر خفا نہیں رہتیں۔۔۔" وہ مسکرائی۔

"مجھے تم سے یہ ہی امید ہے....." عائشہ بی نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"امید نہ رکھا کریں..... یقین رکھا کریں..... یا تو یقین ہوتا ہے یا پھر نہیں ہوتا یہ یقین اور بے یقینی کے بیچ کے فیز کو امید کہتے ہیں اور یہ بہت کنفیوژن پیدا کرنے والا لفظ ہے اور سچ بتاؤں میں نے اپنی زندگی سے تمام کنفیوژن نکال دینے کا فیصلہ کر لیا ہے....." وہ چائے ختم کر

کے مسکرائی۔

"کیا کرنے کا ارادہ ہے بیٹی کا۔۔۔" عائشہ بی جانتی تھیں وہ کچھ سوچ چکی ہے جس پر عمل کی تیاری جاری ہے۔

"معلوم۔ ہو جائے گا تیار ہونے جا رہی ہوں سکندر کو بولیں گاڑی تیار کرے....." وہ جانے لگی۔

"سکندر تو کل صبح ہی گاؤں چلا گیا..... کیا آپ کو بتا کر نہیں گیا....." عائشہ بی نے حیرانگی سے سوال کیا۔

"نہیں شاید کوئی امیر جنسی ہوگی....." خدیجہ کے اندر جاتے قدم رک گئے۔
"کیا واقعی آپ کو علم نہیں بیٹا۔۔۔ سکندر نوکری چھوڑ کر چلا گیا ہے ہمیشہ کے لئے....."
عائشہ بی نے گویا کوئی دھماکہ کیا تھا۔

"کیا....." اسکا دل دھک سے رہ گیا تھا مگر کمال ضبط سے اس نے خود کو سنبھالا۔
"ٹھیک ہے امتیاز یا سیف خان کو بولیں گاڑی نکالیں کسی کے جانے سے کسی کے کام نہیں رکتے۔۔۔ مجھے شجاع ابراہیم کے گھر جانا ہے۔۔۔" وہ سختی سے بول کر اندر چلی گئی۔
اندر جا کر نہ جانے اس نے کتنے آنسو سکندر کے ایسے بنا بتائے چلے جانے پر بہائے تھے۔
"تم بھی ساتھ چھوڑ گئے سکندر"

☆.....☆.....☆

"السلام علیکم....." وہ گھر کے اندر داخل ہوئی تو گاڑی سے اترتے ہی اسکا ٹاکرا رائیل سے ہوا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ آپ خدیجہ ہیں....." رائیل کو ملازم نے آگاہ کر دیا تھا۔

"جی اور آپ رائیل خان۔۔۔ پاکستان کی خوبصورت اور ٹیلنٹڈ ماڈل۔۔۔" وہ خوش دلی سے رائیل کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام کر بولی۔

"آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں..... آئیں اندر اس وقت میں ہی available ہوں
موسیٰ بھائی کسی کام سے گئے ہوئے اور شجاع سو رہا ہے۔۔۔" وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئیں۔

"شجاع سے بہت ذکر سنا آپ کا۔۔۔ ان فیکٹ بہت سے لوگوں سے سنا تھا۔۔۔" وہ خدیجہ کو دیکھ کر کنفیوز ہو رہی تھی۔

"ریلیکس رہو اتنی کوئی توپ چیز نہیں ہوں میں۔۔۔" خدیجہ نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا وہ بھی عادل جیسے ہی کھڑے نقوش کی مالک تھی۔

"جتنا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا آپ کی شخصیت میں اپنائیت اور رعب کا انوکھا کمپینیشن ہے....." وہ خدیجہ سے پہلی نظر میں متاثر ہوئی تھی اور دل ہی دل میں شجاع ابراہیم کے خدیجہ سے متاثر ہونے کی وجہ کو سمجھ رہی تھی۔

"تم یہاں ہی رہتی ہو۔۔۔" خدیجہ نے ملازم سے فریش اورنج جوس کا گلاس پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"جی....." جواب مختصر تھا۔

"شجاع اور تم شادی کب کر رہے ہو۔۔۔" بہت نارمل انداز میں پوچھا گیا۔

"جی۔۔۔" رائیل کو اس سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

"ہاں..... سیدھا سا سوال پوچھا ہے کہ شادی کب کر رہے ہو۔۔۔" وہ مسکرائی۔

"آپ کو لگتا ہے وہ مجھ سے شادی کرے گا؟" رائیل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ وہ تم سے شادی نہیں کرے گا.....؟" خدیجہ نے بھی سوال پر سوال کیا۔

"کیونکہ وہ آپ سے شادی کرنا چاہتا ہے....." رائیل کے لہجے میں اداسی نمایاں تھی۔
"اور اگر میں انکار کر دوں تو۔۔۔" خدیجہ نے اسے امید دلائی۔
"تو وہ کبھی آپ کا نام نہیں لے گا..... لیکن اگر آپ نے ہاں کر دی تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اسے روک نہیں سکتی۔۔۔" وہ اس وقت ملی جلی کیفیت میں تھی۔

"مجھے شجاع سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے اگر تم اجازت دو۔" خدیجہ کھڑی ہو گئی۔
"ہاں مگر وہ سو رہا ہے۔۔۔" رائیل بھی کھڑی ہوئی۔

"تم اسے جگا کر بھیجو وقت کم ہے مجھے کسی کام سے نکلنا ہے....." خدیجہ اسکے ڈرائنگ روم کی وال سائز ونڈو کے سامنے کھڑے ہو کر خوبصورت لان کو دیکھنے لگی۔

وہ کمرے میں آئی تو وہ شرٹ اتارے بیڈ پر الٹا لیٹا تھا۔
"شجاع..... شجاع اٹھو پلیز....." رائیل کی آواز پر وہ کسمسا کر وال کلاک پر دیکھنے لگا۔
"صبح کے 9 بج رہے ہیں یہ کونسا ٹائم ہے شور ڈالنے کا یا رسونے دو....." وہ کمفرٹر منہ تک تان کر لیٹ گیا۔

"خدیجہ ڈرائنگ روم میں بیٹھی تمہارا انتظار کر رہی ہیں....." رائیل کے بتانے پر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ بیٹھا۔

"وہاٹ۔۔۔ خدیجہ۔۔۔ یہاں۔۔۔ اس وقت۔۔۔ Are u serious" اسے یقین نہ آیا۔

"جی اور وہ تم سے اکیلے میں ملنا چاہ رہی ہیں....." رائیل کو اسکی یوں خوشگوار حیرت بری

طرح کھلی تھی۔

"جی ڈرائنگ روم میں ہیں تم فریش ہو کر جاؤ وہ جلدی میں ہیں....." رائیل بول کر باہر چلی گئی۔

قریب دس منٹ بعد کریڈائیوٹس (پرفیوم) کی خوشبوؤں میں نہایا ہوا بلیو جینز پروائسٹی شرٹ پہنے نکھر انکھرا سا شجاع اسکے سامنے موجود تھا۔

"ویلم ویلم۔۔۔ صبح میرے غریب خانے کو رونق بخشنے کا شکریہ۔۔۔" وہ خوشگوار سے انداز میں آیا۔

"السلام علیکم کیسے ہیں آپ! لگتا تو اچھے رہے ہیں ماشاء اللہ....." وہ بھی اپنے مخصوص پروقار انداز میں مسکرائی تھی۔

"زہے نصیب کاش کوئی یہ تاریخ ساز لمحہ قید کر لیتا۔۔۔ خدیجہ کے منہ سے تعریفی کلمات سننا کسی سعادت سے کم نہیں....." وہ گرمجوشی سے بول کر ملازم کو زبردست سے ناشتے کی تلقین کرنے لگا۔

"آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں خدیجہ نہیں ہوں۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی "کیا فرق پڑتا ہے اب اس بات سے جیسے آپ تاج بابا کے لئے خدیجہ ویسے ہی ہمارے لیے بھی خدیجہ ہی ہیں۔۔۔" شجاع نے بات کو کریدنا نہیں تھا۔

"ٹھیک....." وہ لان سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"ایک بات کرنی ہے آپ سے گھما پھرا کر بات کرنے کی عادت نہیں ہمیشہ کی طرح آج بھی یہی سوال ہے کہ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی....." شجاع نے آج بھی دو ٹوک بات کی۔

خدیجہ بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ یہ سوال آج پوچھے۔

"اسی ڈرائنگ روم میں کھایا ہوا تھپڑ بھول گئے آپ؟ اس تھپڑ کا تو بدلہ بھی اچھے سے لے چکے آپ پھر یہ کونسا کھیل ہے شجاع ابراہیم....." وہ طنزیہ ہنسی۔

"کھیل کھیلنا کب کے چھوڑ چکا ہوں۔۔۔ آپ بھی جانتی ہیں" وہ شرمندہ سا بولا۔

"ہاں جانتی ہوں مگر ایک کھیل آپ آج بھی کھیل رہے ہیں شجاع ابراہیم۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی سفید موتیوں کی تسبیح کو گھماتے ہوئے بولی۔

"کونسا کھیل۔۔۔" شجاع الجھا۔

"رائیل خان کے ساتھ۔۔۔" خدیجہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"وہ میرا ذاتی معاملہ ہے....." شجاع نے نظریں چرائیں۔

"ذاتی ہوتا تو مجھ تک کیسے پہنچتا آپ دونوں کے تعلق کی ایک ایک خبر لے کر یہاں آئی ہوں۔۔۔" وہ بول کر شجاع کو حیران کر رہی تھی۔

"شجاع اس حقیقت کو مان لیں کہ آپ کو مجھے لے کر سوائے تجسس کے اور کچھ نہیں ہر مرد کو ہر ذرا سی اچھی عورت کے متعلق جاننے سے اپنانے کا شوق ہوتا ہے چاہے وہ عورت اندر سے کتنی خالی کیوں نہ ہو۔۔۔"

"ہاں تجسس تھا صرف تجسس تھا مانتا ہوں مگر اب خواہش ہے آپ کے ساتھ کی....." وہ سچ بول رہا تھا۔

"یہ خواہش تب مکمل ہوتی جب مجھے بھی آپ کی خواہش ہوتی مگر میری طرف سے ایسا کچھ بھی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے ماضی میں۔۔۔" خدیجہ نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑی۔

"کیا....." شجاع پہلی بار چونکا۔

"ہاں اسلیئے میری طرف سے انکار واضح ہے میں نا تو آپ کی محبت بن سکتی ہوں نہ خوشی آپ کی محبت آپ کی خوشی رائیل ہے شجاع ابراہیم لا حاصل کی دوڑ میں حاصل کو گنوانا بیوقوفی ہے اور میں آپ سے ایسی احمقانہ حرکت کی توقع نہیں رکھتی۔۔۔" اب کی بار خدیجہ خوش دلی سے مسکرائی۔

"سمجھ نہیں آرہی آپ کی بات پر افسوس کروں یا مسکراؤں....." شجاع واقعی کنفیوژ تھا۔
 "میں اور میری باتیں اتنی اہم نہیں کہ آپ ان پر اتنا غور کریں آپ بس فیصلہ کریں اور رائیل کو حلال طریقے سے اپنی زندگی میں شامل کریں یقین کریں رائیل آپ کا بہترین انتخاب ہے" ملازم ناشتہ ڈرائنگ روم میں موجود ٹیبل پر لگا رہا تھا۔
 "آپ پہلی بار ملی ہیں رائیل سے اتنے دعوے سے کیسے بول سکتی ہیں اسکے متعلق۔۔۔" شجاع بھی مسکرایا۔

"زمانہ شناس ہونے کے ساتھ چہرہ شناس بھی ہوں اسکے ایک ایک نقش میں شجاع ابراہیم سے محبت کے عکس نظر آتے ہیں آپ بھی دل کی آنکھ جگا کر دیکھیں جب اس آنکھ سے رائیل کو دیکھ لیا تو کبھی کچھ اور دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔۔۔" خدیجہ اسکے اندر سوچ کا ایک نیا پہلو اجاگر کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"رائیل کو بھی بلوائیں ناشتے پہ۔۔۔" خدیجہ نے فرمائش کی۔
 "ضرور۔۔۔" شجاع نے ملازم کو حکم دیا۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو شجاع اور خدیجہ کو خوشگوار ماحول میں گپ شپ کرتے دیکھ کر اس کا دل جیسے بچھ سا گیا۔

"شجاع تو کہتا تھا خدیجہ اسے سیدھے منہ بلاتی نہیں ہے اور یہاں کیسے باتیں ہو رہی ہیں

کیا انکی انڈر سٹینڈنگ تو نہیں ہوگئی۔۔۔" اسکا دل غم میں ڈوبنے لگا۔
ناشتہ خوشگوار ماحول میں کیا گیا۔

"او کے میں چلتی ہوں۔۔۔" خدیجہ اپنا قیمتی شولڈر بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔
"شادی پر تو آئیں گی نا۔۔۔" شجاع کے سوال پر وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو
دیکھنے لگیں۔

"کس کی شادی۔۔۔" خدیجہ نے جانتے بوجھتے شرارت سے سوال کیا۔
"میری اور رابیل کی شادی پر انشاء اللہ اسی جمعہ کو نکاح ہوگا۔۔۔" شجاع کے الفاظ پر
خدیجہ کی آنکھوں کی چمک نمایاں ہوئی دل ہی دل میں اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا وہ جس
مقصد سے آئی تھی وہ پورا ہوا۔

رابیل ہکا بکا سی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔
"انشاء اللہ ضرور آؤں گی نہ بھی آسکی تو آپ دونوں کے لئے بہت سی دعائیں ہمیشہ ہوں
گی۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔
"کیا تم سچ بول رہے ہو شجاع....."

"بالکل سچ میری جان تم شادی کی تیاری کرو۔۔۔"

ان دونوں کے جملے گاڑی تک آتی خدیجہ کے کانوں سے ٹکر رہے تھے اسکے دل میں
ڈھیروں سکون اتر ا تھا۔

"لو عادل احمد شاہ تمہاری بہن کو مکافات عمل کی چکی میں پسنے سے بچالیا میں نے۔۔۔"

وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔



واپسی پہ سارے راستے وہ سکندر کے یوں بناتائے چلے جانے پر حیران پریشان سی سوچتی رہی
"ہو سکتا ہے کوئی ضروری کام ہو....." اس نے سوچا۔

"نہیں عائشہ امی بتا رہی تھیں کہ وہ نوکری چھوڑ گیا ہے ایسی بھی کیا آفت آگئی کہ مجھے بتانا
بھی گوارا نہیں کیا اس نے اور سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا ہمیشہ کے لئے اتنے بے دید تو نہیں تھے تم
سکندر حیات..... تم تو میرے محافظ تھے بیچ راہ میں چھوڑ کر بناتائے کیسے جاسکتے ہو....." اسکا
دماغ پھٹ رہا تھا اسے اپنی گاڑی اسکے بغیر ویران لگ رہی تھی وہ بار بار ڈرائیونگ سیٹ کی
جانب دیکھتی جہاں امتیاز خان موجود تھا۔

"بی بی جی سکندر کیوں چلا گیا....." امتیاز خان نے سوال کیا۔

"مجھے کیا معلوم۔۔۔" خدیجہ گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

"ہیں کیا مطلب بد بخت آپ کو بتا کر بھی نہیں گیا آپ کا نمک کھا کر نمک حرامی کر گیا۔۔۔
"امتیاز خان مشتعل لہجے میں بولا۔

"کوئی نمک حرامی نہیں کی اس نے سمجھے آپ..... خاموشی سے گاڑی چلائیں۔۔۔"
خدیجہ کے دل میں طوفان اٹھ رہے تھے مگر امتیاز خان کا یوں بولنا اسے سلگا گیا۔
"معذرت بی بی۔۔۔" امتیاز خان شرمندہ ہوا،

وہ گھر آتے ہی زور سے گاڑی کا دروازہ بند کر کے آندھی طوفان کی طرح اپنے کمرے کی
جانب چلی گئی وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کمرے میں آ کر اس نے بیگ بیڈ پر
پھینکا اسکا رف اتار کر صوفے پر پھینکا اور تیزی سے اپنے کمرے میں ٹھہرنے لگی۔

"یہ کیا تماشہ ہے سکندر حیات تم کیسے مجھے اس طرح بناتائے چھوڑ کے جاسکتے ہو۔۔۔"
وہ سر پر ہاتھ رکھے پریشانی کے عالم میں یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔

سکندر حیات نے جس طرح ہر ہر موقع پر اسکو پروٹیکٹ کیا اسکو سنبھالا سائے کی طرح ساتھ دیا اسکی آنکھوں کے سامنے ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔ اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور سکندر کا نمبر ڈائل کرنے لگی اور اس وقت اسکے تمام حوصلے مزید پست ہو گئے جب دوسری جانب سکندر حیات کا نمبر پاورڈ آف ملا..... اس نے بے بسی سے سکرین پر جھگاتے سکندر حیات کے نام کو دیکھا نہ جانے کتنے آنسو اسکی آنکھوں سے سکرین پر آگرے تھے۔

"کیوں کیا تم نے ایسا سکندر....." وہ دیوانہ وار سکندر کا نمبر ملا رہی تھی اور تھک ہار کر وہ فون اپنے ماتھے سے لگا کر زار و قطار رونے لگی۔

"آپی....." حوریہ جو کافی دیر سے دروازے پر دستک دے رہی تھی دروازہ ان لاک ہونے کی وجہ سے اندر آگئی۔

"حوریہ۔۔۔ سکندر تمہیں کچھ بتا کر گیا وہ کہاں جا رہا ہے کب آئے گا کچھ بھی بتایا اس نے تمہیں۔۔۔" خدیجہ نے حوریہ سے پوچھا۔

"نہیں آپی مجھے بھی آج علم ہوا کہ سکندر بھائی ہمیشہ کے لیے جا چکے ہیں....." حوریہ پریشان سی خدیجہ کی ابتر ہوتی حالت کو دیکھ کر بولی۔

"وہ ایسا نہیں کر سکتا نا۔۔۔ وہ ایسے کیسے سب چھوڑ کر جاسکتا ہے میری اجازت کے بغیر۔۔۔ تم تمہارے پاس اسکا کوئی اور نمبر ہے تو پلیز اسے کال کرو۔۔۔" خدیجہ بہت ڈپر سڈ تھی

"جج جی۔۔۔ آپی آپ بیٹھیں پانی پیئیں میں کرتی ہوں فون میرے پاس انکے گھر کا نمبر بھی ہے آپ فکر نہ کریں ضرورت پڑی تو انکے گھر بھی چلی جاؤں گی۔۔۔" حوریہ نے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا۔

"کال کرو۔۔۔" خدیجہ نے اسے کہا۔

"السلام علیکم۔۔۔ سکندر بھائی سے بات ہو سکتی ہے میں اسلام آباد سے بات کر رہی ہوں....." حوریہ نے فون کا سپیکر آن کیا۔

"علیکم السلام بیٹا وہ تو کل رات کی فلائٹ سے دبئی چلا گیا....." کوئی بزرگ بولے۔
"دبئی۔۔۔" حوریہ نے حیران کن نظروں سے خدیجہ کو دیکھا۔
"ہاں! آپ وہ انکی میڈم بات کر رہی ہیں کیا؟" سوال پوچھا۔
"نہیں میں ان میڈم کی سیکرٹری ہوں۔ سکندر بھائی نے بتایا نہیں اس بارے میں" حوریہ اب بھی
"پتہ نہیں جی آپ لوگوں کو اس نے کیوں نہیں بتایا پچھلے ایک ماہ سے اسکا ویزا آچکا تھا بس
اس نے آتے ہی ٹکٹ کنفرم کروائی اور چلا گیا۔۔۔" وہ بزرگ سادگی سے بولا۔
"ہمیں انکا وہاں کا رابطہ نمبر....." اس سے پہلے حوریہ کی بات مکمل ہوتی خدیجہ نے
موبائل فون لے کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"ضرورت نہیں۔۔۔ جو انسان چلا گیا اسکو آواز دینا بیوقوفی ہے حوریہ۔۔۔ اس انسان
نے مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ مجھے بتاتا ایک بار بولتا کہ وہ جانا چاہتا ہے خدا کی قسم میں اس
سے وجہ بھی نہ پوچھتی۔۔۔" خدیجہ کے لہجے میں ٹوٹ پھوٹ واضح تھی۔
"آپی میرا دل نہیں مانتا ایسا کرنے والے وہ تھے نہیں نہ ہی اتنے بے فیض تھے کہ اس
طرح بنا بتائے جاتے۔۔۔" حوریہ کو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا۔
"وہ تو ہر وقت آپ کی فکر میں غرق رہتے تھے آپ کو اکیلے چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں۔۔۔"
"حوریہ یہ زیادہ فکر کرنے والے ہی ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑتے۔۔۔ خیر وہ جہاں بھی
جائے اللہ اسے سلامت رکھے میری دعا ہے۔۔۔" خدیجہ نے خود کو سنبھالا۔

"آپی میں نے آپکو کچھ دکھانا تھا میں اسی لیے آئی تھی....." حوریہ خدیجہ کا دھیان بدلنے

کی غرض سے مددے پر آئی۔

"ہاں دکھاؤ۔۔۔" خدیجہ بیڈ پر ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گئی۔

"کل عائشہ بی نے مجھے اصلی خدیجہ کی تصویر دکھائی تھی آپ نے بھی یقیناً دیکھی ہوگی....." حوریہ نے دوپٹے کے نیچے سے ایک فوٹو فریم نکالا۔

"اوہ تمہیں بھی معلوم ہو گیا اصلی اور نقلی خدیجہ کا قصہ۔۔۔" خدیجہ کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ایم سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ تاج بابا اور عائشہ بی کہتے ہیں وہ خدیجہ بنت تاج محمد تھیں اور آپ ہماری خدیجہ بنت حوا۔۔۔" حوریہ شرمندہ سی ہوئی۔

"آہاں....." خدیجہ آنکھیں موندے صرف اور صرف سکندر حیات کے متعلق سوچ رہی تھی۔

"آپنی دیکھیں تو یہ آپ جیسی لگتی ہیں۔۔۔" حوریہ نے فوٹو فریم اسکے آگے لہرایا۔

خدیجہ نے سرسری سا دیکھ کر آنکھیں بند کی مگر اگلے ہی لمحے وہ برق رفتاری سے اٹھ بیٹھی اس نے حوریہ کے ہاتھ سے فریم کھینچا اور غور سے تصویر کا جائزہ لینے لگی۔

"یہ یہ کون ہے۔۔۔" خدیجہ شاک کی سی کیفیت میں کبھی حوریہ کبھی فریم میں موجود گول مٹول چہرے والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ خدیجہ بنت حوا....." حوریہ پریشان ہوئی۔

"خدیجہ بنت حوا۔۔۔ ہنی....."

"او میرے خدا....." وہ تصویر پھینک کر تیزی سے چادر اوڑھ کر باہر نکل گئی۔

حوریہ بھی اسکے پیچھے لپکی۔



ہم انسانوں کی سوچ کتنی محدود ہے اتنی محدود کہ ہم اوپر بیٹھی لامحدود صفات کی حامل ذات کو بھول جاتے ہیں۔۔۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ کائنات باقاعدہ ایک پلان سے چل رہی ہے جس میں ہماری کوشش ہماری سوچ محدود ہو سکتی ہے مگر اس رب کے انسان کے لیے کیے جانے والے پلان انسانی سوچ سے بالاتر ہیں یہ کائنات جس منظم نظام کے تحت چل رہی ہے اسکی بنیاد اچھائی اور برائی ہے جو کسی نہ کسی شکل میں انسان کی زندگی میں پلٹتی رہتی ہے.....

اس کہانی میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

چندا سے شروع ہونے والی کہانی چندا کی بدولت ہی اختتام کو پہنچی۔۔۔ یہ سعادت بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے وہ خدا کی پیاری تھی اللہ نے اس سے وہ وہ کام لیے جو شاید کسی عام انسان کے کرنے والے نہ تھے۔۔۔ اور چندا کی ہی بدولت میں یعنی "خدیجہ بنت تاج محمد" دوبارہ اپنی دنیا اپنے گھر اور تمھارے بابا کی زندگی میں واپس آئی..... اور پھر اللہ نے مجھے اور موسیٰ کو تمھارے جیسی نیک سیرت انتہائی پیاری بیٹی سے نوازا.....

خدیجہ نے قلم رکھ کر ٹیبل پر رکھا لیمپ آف کیا عینک اتار کر سائیڈ پر رکھی اور درفشوں کا سر اپنی گود میں رکھ کر نرم ہاتھوں سے اسکے ریشمی بالوں کو سہلانا شروع کر دیا۔

"آپ کے قارئین آپ کی اس سٹوری کو بہت سراہ رہے ہیں ماما میری یونیورسٹی میں بھی سب لوگ کریزی ہے اس سٹوری کو لے کر۔۔۔ مگر ماما "چندا" کا کیا ہوا پھر سب کی سٹوریز کو مکمل کرنے والی کی اپنی سٹوری کا دی اینڈ کیسے ہوا..... کیا وہ ایک پپی اینڈنگ تھی یا چندا کی لائف کی طرح ہی کوئی ٹریجیڈی ہوئی....." درفشوں جاننے کے لیے بے چین تھی۔

خدیجہ پیار سے مسکرا دی۔



آج خانہ کعبہ میں اسکی آخری رات تھی مغرب کی اذان کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ اور اسکے گرد و نواح میں گہرے سیاہ بادلوں نے ڈیرہ ڈال لیا۔

یہ اسکی یہاں آخری رات تھی نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد وہ حرم میں ہی ایک کونے پر کعبہ کے سامنے ٹک گیا ابر کرم زور و شور سے برس رہا تھا طواف کعبہ شان و شوکت سے جاری تھے زائرین دنیا و مافیا سے بیگانہ رب کے حضور پیش پیش تھے لبیک یا ربی کی صدائیں بلند تھیں ذات رنگ نسل جنس ہر طرح کی تفریق سے پاک سب مسلمان بس ایک سوچ کے تحت یہاں حاضر تھے کہ وہ رب ہمیں دیکھ رہا ہے عجز و انکساری سے سب اپنے رب کے حضور سر بسجود تھے..... کعبے کی رونقیں عروج پر تھیں لوگوں کا ہجوم تھا بادلوں کی چمک تھی بارش چھم چھم برس رہی تھی حرم کا صحن بارش کے پانی سے تر تھا مگر رب کا شاہ و جلال ہر شے پر حاوی تھا۔۔۔

"یا اللہ ایک سال چھ ماہ اور دس دن پہلے میں تیری ایک بندی کو تیرے سپرد کر کے آیا تھا۔ تیرے پر توکل کی انتہا تیرے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام سے سیکھی جنکے توکل اور بی بی ہاجرہ کا صبر اور اسماعیل علیہ السلام کی تڑپ نے یہاں آنے والے ہر مسلمان کے لیے قیامت تک صبر توکل اور تڑپ کی وہ مثال چھوڑی جسکا کوئی ثانی نہیں....."

یا اللہ آج تیرا ایک عام سیاہ کار بدکار اور ادنیٰ سا بندہ بھی تیرے در پر حاضر ہے جو اپنی محبت "چندا" کو تیرے بھروسے چھوڑ کر خاموشی سے اس کی خاطر اس سے دور چلا گیا تھا مگر اسے چھوڑتے ہوئے صرف ایک دعا کی تھی کہ یا اللہ میری نیت تو جانتا ہے تیرے بھروسے اس لڑکی کو چھوڑ کر جا رہا ہوں اسکو میرے لئے سنبھال کر رکھنا اور اسکی حفاظت کرنا۔۔۔ آج جب یہاں سے واپس میں اسکے پاس جا رہا ہوں تو وہ مجھے ہر حال میں چاہیے..... تجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس تڑپ کا واسطہ جس کے صدقے تو نے آب زم زم کے چشمے جاری

کیے اپنے اس گناہ گار بندے کی تڑپ پر نگاہ کر۔۔۔ میں اس لڑکی کو وہ زندگی دینا چاہتا ہوں جو وہ چاہتی ہے خوشیوں بھری محبت والی زندگی جسکی وہ حقدار ہے اس دوران تو نے نگینہ اور میرے ہونے والے بچے کو اپنے پاس بلا لیا۔۔۔ میں نے صبر کیا اس دوران تو نے میرے ابا کو اپنے پاس بلا لیا میں نے صبر کیا..... کیونکہ ان غم کے دنوں کے ساتھ ساتھ تو نے مجھے اس قابل بھی بنایا کہ میں نے اپنی بہنوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انکی شادیاں بھی کیں ایک آسودہ زندگی دی۔۔۔ اور ساتھ ساتھ خود کو تھوڑا بہت اس قابل بنایا کہ تیری اس بندی کے لیے اتنا کر سکوں جو اسکی زندگی کے اندھیروں کو اجالوں میں بدل سکے۔۔۔ تیری اس بندی سے محبت میرے دل میں تھی ہے اور رہے گی تو جانتا ہے اب تو میری محبت کو مجھ سے ملا دینا۔۔۔ وہ تیری عام بندی نہیں ہے بہت خاص ہے اور خاص کو پانے کے لیے خاص ہونا پڑتا ہے مجھے اتنا خاص کر دے کہ وہ مجھے مل جائے میں اسے اسکی نقلی دنیا سے نکال کر وہاں لے جانا چاہتا ہوں جہاں وہ ہوا اسکی مرضی ہو اسکی خوشی ہو مجھے ہمت عطا کر مجھ پر رحم کر اور میری دعا قبول کر۔۔۔ جانتا ہوں میں خود غرض ہو رہا ہوں مگر تیرے در پر تجھ سے نہیں مانگوں گا تو کس سے مانگوں گا کہاں جاؤں گا..... وہ سجدے میں گر کر زار و قطار رونے لگا مسجد الحرام کی برستی بارش میں وہ ایسے بھیگ رہا تھا جیسے رب کی رحمت نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہو۔

☆.....☆.....☆

سادہ سے مکان کے مٹی کے کچے صحن میں لگے امرودانار اور خوبانی کے درخت تیز ہوا سے جھول رہے تھے کچے صحن میں دو چودہ پندرہ سال کی بچیاں تیزی سے جھاڑو لگا رہی تھیں۔ سامنے موجود چھوٹے سے برآمدے میں چھوٹے چھوٹے بچے اونچی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ لڑکوں نے سر پر سفید ٹوپیاں جبکہ بچیوں نے سفید سکارف سے سر لپیٹے ہوئے تھے۔

"چلو بچوں موسم خراب ہو رہا ہے چھٹی کرو..... چلو شاہاش سب اپنے اپنے گھر پہنچو۔۔۔" سفید شلوار قمیض پر بڑی سی سفید سادہ سی چادر لئے وہ بچوں کو تیزی سے اٹھانے لگی تھی۔

"چندا بیٹی ابھی کونسا بارش آگئی ہے جو یہ سب بہہ جائیں گے بارش میں..... پڑھنے دے انکو۔۔۔" نورانی چہرے والی بزرگ خاتون جو سامنے تخت پر بڑی سی بانس کی چھتری لیے بیٹھی تھیں تلملا کر بولیں۔

"اماں بادلوں کی سیاہی سے اندازہ ہو رہا ہے بارش آج زوروں سے بر سے گی ان ننھے فرشتوں کو گھر جانے دیں اب۔۔۔ چلو چلو شاہاش..... چلو لڑکیوں جھاڑو چھوڑو اور تم لوگ بھی انکے ساتھ گھر جاؤ....." وہ سب بچوں کو پیار سے دروازے تک چھوڑنے آئی۔

لکڑی کا دروازہ بند کر کے وہ تخت پر بیٹھی بزرگ خاتون کے پاس آ بیٹھی۔

"چلیں اماں آپ بھی اب آرام کریں کچھ دیر" وہ انکو تخت سے اٹھا کر کمرے میں لائی۔

"اللہ خوش رکھے تجھے بیٹا جس دن سے تو اس گھر میں آئی ہے میری تو زندگی آسان ہوگئی ہے کسی بہت ہی نیک ماں کی بیٹی ہے تو۔۔۔" وہ بزرگ عورت اب پلنگ پر نیم دراز ہو چکی تھی

"آپ کا شکریہ اماں آپ نے مجھے اپنی چھاؤں میں رکھا۔۔۔" چندا نے محبت سے اس بزرگ کے ضعیف ہاتھوں کو چوم کر اپنے گال سے لگالیا۔

"اب تو میں بھی بیٹی تمہارے لیے اپنے اللہ سے اپنی لمبی زندگی کی دعا مانگتی ہوں۔۔۔"

بزرگ خاتون کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"انشاء اللہ آپ ہزاروں سال جییں گی اماں خوب خدمت کروں گی آپ کی۔۔۔" وہ محبت سے مسکرائی۔

"تمہاری مٹی میں بہت محبت ہے اور اتنی محبت یہ بڑھیا ہضم نہیں کر سکے گی بس یہ ہی دعا

ہے اس محبت کا کوئی حقدار آجائے جو اس قابل ہو میری چندا کا نصیب ہو..... "بزرگ اماں اپنے پسندیدہ موضوع پر آچکی تھیں۔

"چلیں آپ آرام کریں میں بھی کچھ دیر آرام کرتی ہوں۔۔۔" وہ انکے کمرے کا دروازہ بند کر کے صحن میں لگے امرود کے درخت کے نیچے بنے چھوٹے سے تھلے پر بیٹھ گئی۔

"اس رات خدیجہ کو تاج محمد کے حوالے کر کے اس نے تاج محمد سے اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس زندگی سے روپوش ہونا چاہتی ہے جس پر تاج محمد نے رو رو کر اسے اپنے پاس رکنے کا کہا انہیں پیری فقیری اپنے آباؤ اجداد کے علم سے اب کوئی غرض نہ تھی وہ چندا کو اپنی بیٹی بنا کر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے مگر چندا نے واضح انکار کر دیا تھا اس نے اپنی خوشی کا واسطہ دے کر التجا کی تھی۔

"تاج بابا آپ نے میرا بہت ساتھ دیا میرا اتنا خیال رکھا مجھے وہ سب کچھ دیا جسکے میں قابل بھی نہ تھی مجھے فرش سے عرش پر لے جانے والے آپ تھے مگر خدا کی قسم میں یہ اللہ والی نہیں بن سکتی مزید میں کبھی اللہ والی تھی ہی نہیں اپنی غرض اور مفاد کے لئے اللہ کا نام استعمال کرنے والے کب اللہ والے ہو سکتے ہیں میں کیسی اللہ والی ہوں جسکا اپنا دل اضطراب و بے چینی سے پھٹ رہا ہے اللہ والے ایسے تو نہیں ہوتے۔۔۔ میں بہت کم تر اور ایک عام سی چندا ہوں خدیجہ جیسے عظیم کریکٹر کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی آپ کی خدیجہ بھی نہیں اٹھا سکتی تھی۔ آپ کی خدیجہ بہت پیاری ہے آپ کے پاس ہے اب مجھے بھی تسلی ہوگی کہ میرے تاج بابا اکیلے نہیں انکی ایک بیٹی انکے پاس ہے مگر تاج بابا آپ کی اس بیٹی کو اب اپنا سکون تلاش کرنا ہے مجھے اجازت دیں۔"

"ٹھیک ہے تم فیصل آباد جانا چاہتی ہو تو تمہارا گھر رینوویٹ کرواتا ہوں ساتھ کوئی ملازم لے جانا یہاں سے۔۔۔" تاج محمد نم آنکھوں سے چندا کو دیکھ رہے تھے۔

"وہ گھر وہ شہر مجھے کیا سکون دے گا جہاں سے میری بربادیوں کا آغاز ہوا۔۔۔ آپ بس مجھے اجازت دیں مجھے معلوم ہے مجھے کہاں جانا ہے۔۔۔"

وہ سب کے اصرار پر انہیں پتہ بتا کر یہاں آگئی۔ یہ وہ اماں تھیں جنکے گھر کا خرچ اس نے کافی سالوں سے اٹھایا ہوا تھا یہ ایک چھوٹے سے محلے میں موجود ایک عام سا مگر کشادہ گھر تھا وہ جب یہاں آئی تو نور اماں جو کہ محلے کے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھیں جنکی کوئی اولاد نہ تھی اور شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اسکی بات سن کر حیران رہ گئی۔

"میری جان بھی آپ پر قربان بی بی مگر میرے اس گھر میں آپ کی شان کے مطابق تو کچھ بھی نہیں۔۔۔"

"آپ بس بتائیں مجھے اپنی بیٹی سمجھ کر رہنے کی اجازت دیں گی اپنے پاس۔۔۔" وہ پوچھ رہی تھی۔

"میری جان بھی تجھ پر قربان میری بیٹی آج سے تو میری بیٹی میری چندا ہے۔۔۔" انہوں نے اسکو گلے لگالیا۔

اور آج ڈیڑھ سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھا وہ یہاں بچوں کو قرآن پڑھاتی گھر کے کام کرتی نور اماں کی خدمت کرتی تاج بابا خدیجہ حوریہ عائشہ بی سب اس سے ملنے آیا کرتے تھے مگر وہ کہیں نہیں جاتی تھی تاج محمد انکے نان نفقے کا خیال رکھتے تھے مگر وہ دونوں ضرورت سے زیادہ ایک پائی بھی نہ لیتی تھیں۔

یہاں آکر وہ سب بھول گئی تھی مگر کچھ نہیں بھولی تھی تو وہ تھا سکندر حیات۔۔۔ بادل زور سے گرجا تو وہ کپکپا گئی۔۔۔ بادل کی گرج اتنی شدید تھی کہ اسکے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی سکندر حیات کی سوچ پر بھی اسکے دل میں ایک ٹیس سی اٹھتی تھی اس انسان کو لے کر اسکے

اندر ایک اذیتناک خاموشی براجمان تھی جس سے چھٹکارا ناممکن تھا اس نے آسمان پر دیکھا بادل برسے کو تیار تھے مگر نہ جانے کس کے منتظر تھے۔۔۔ وہ اندر جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو دروازے پر زوردار دستک سے چونک گئی۔

☆.....☆.....☆

"کون ہے کوئی بولتا بھی نہیں۔۔۔"

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اسکی آنکھیں پتھر کی ہو گئیں۔ سامنے پر نور چہرہ لیے سکندر حیات سفید شلوار قمیض پر ڈارک براؤن ڈریس کورٹ پہنے اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ کھڑا تھا۔ اور شاید بادلوں کو بھی اسی لمحے کا انتظار تھا رمل جھم شروع ہو چکی تھی ہوا کے تیز جھونکے سے چندا کا دوپٹہ اڑا تھا جسے سکندر نے آگے بڑھ کر تھام لیا۔۔۔ اب وہ چندا کے قریب اسکے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ اتنا قریب کہ اسکے ملبوس سے اٹھتی مہک چندا کو چار سو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دوپٹہ اسکو اوڑھار ہا تھا اور وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے اسکو دیکھ رہی تھی۔

"یہ آنکھیں بہت حسین ہیں اور یہ آنسو بہت قیمتی..... میری چندا کی آنکھوں میں اب آنسو ہوں گے تو بس خوشیوں کے" سکندر حیات نے اسکا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر دونوں انگوٹھوں سے اسکی آنکھوں کو صاف کیا اور پھر اسکے سفید دوپٹے کے ہالے میں موجود روشن پیشانی پر بوسہ دیا۔ جس پر چندا نے آنکھیں بند کیں اور نہ چاہتے ہوئے بھی نہ جانے کتنے آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔

"تم کہاں چلے گئے تھے سکندر۔۔۔ کہاں۔۔۔" وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔

"آؤ ادھر بتاتا ہوں۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر امرود کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔

"اس رات فیصل آباد سے واپسی پر تم گہری نیند میں تھی اور معلوم ہے تم نیند میں بولتی ہو اس رات تم بار بار نیند میں بول رہی تھی مجھے دور لے جاؤ سکندر ان سب سے دور مجھے واپس نہ لے کر جاؤ۔۔۔" تو سمجھو آج تمہارا سکندر تمہیں دور لے جانے کے لیے آگیا ہے۔۔۔" وہ اسے سیمنٹ کے بنے تخت پر بٹھا کر خود اسکے سامنے نیچے بیٹھا تھا۔

"کیا مطلب اس بات کا۔۔۔" وہ ابھی تک اس ساری اسپجوشن کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔
 "مطلب تمہارا ملازم بن کر تو تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا تاہم تمہیں دور لے کر جانے کے لئے تمہارے لئے چھوٹی سی دنیا بھی تو بنانی تھی۔۔۔" وہ مسکرایا۔
 "تم جھوٹ بول رہے ہونا۔۔۔" وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں اس رب کی قسم جس نے تمہیں میرے لئے بنا کر بھیجا اس دنیا میں..... بالکل سچ بول رہا ہوں۔۔۔" وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام کر بولا۔

"اچھا کیا تم وہ گھر چھوڑ کر یہاں آ گئی تم اب بالکل چندا لگ رہی ہو میری اور صرف میری چندا۔۔۔" وہ اب جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکال رہا تھا۔

"رب کے گھر سے تمہارے لئے خاص تحفہ لایا ہوں اس تحفے کے بدلے تم سے تا عمر تمہارا ساتھ چاہتا ہوں قبول کرو گی مجھے۔۔۔" خوبصورت سی انگوٹھی اسکے سامنے کرتے ہوئے وہ چھ فٹ کا مرد رو پڑا تھا۔

"سکندر تم رو کیوں رہے ہو۔۔۔" چندا سے پہلی بار روتا دیکھ رہی تھی۔
 "تم بھی تو رو رہی ہو یہ ڈیڑھ سال تم نے کس طرح تنہا گزارا مجھے اندازہ ہے۔۔۔ تمہاری تکلیف پر رو رہا ہوں....." وہ ہنوز رو رہا تھا۔

"اگر صبر اور تکلیف کا صلہ اتنا خوبصورت ہوتا ہے سکندر حیات تو مجھے یہ تکلیف قبول ہے

۔۔۔ "وہ سکندر کے آنسو اپنے پوروں پر چن رہی تھی۔

"تکلیفیں اب مجھ تک رہنے دو تم بس مجھے اور میری محبت کو قبول کرو۔۔۔" وہ ایک بار پھر انگوٹھی اسکے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"قبول ہے دل و جان سے قبول ہے....." وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھا چکی تھی۔ جس پر سکندر حیات نے انگوٹھی پہناتے ہوئے اپنی مہر محبت ثبت کی۔ بارش تیز ہوئی تو وہ دونوں برآمدے میں آن کھڑے ہوئے۔

"چندا....." وہ دونوں برستی بارش کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے کمال نور سکون اور مسرت میں ڈوبے دوا جلے وجود تھے۔

"ہم....." وہ سکندر کو دیکھنے لگی۔

"اللہ کے گھر سے ہو کر آ رہا ہوں جب تاج بابا نے بتایا کہ تم وہاں نہیں تو پیروں تلے زمین نکل گئی مگر رب پر یقین تھا کہ وہ میری دعا رائیگاں نہیں جانے دے گا..... آج تمہیں یوں دیکھ کر اپنے رب پر بے حد پیارا رہا ہے سچ ہے کہ وہ دو مخلص دلوں کو جدا نہیں کرتا۔۔۔" وہ ایک بار پھر سفید کپڑوں میں اسکے اجلے کسی بھی آرائش سے پاک سادہ سے وجود کو دیکھنے لگا۔

"کوئی مجھ سے اتنی محبت بھی کر سکتا ہے۔۔۔" وہ سوال کر رہی تھی۔

"تم بھی تو کرتی ہو۔۔۔ یہ جو اتنا لمبا سفر تم نے تنہا کاٹا ہے نا اب خوشیوں کا وقت آ گیا ہے اب سکندر حیات تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں کبھی خود سے الگ نہیں ہونے دے گا" وہ اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا۔



وہ دونوں عمرہ کی ادائیگی کے بعد اسی مقام پر بیٹھے تھے جہاں سکندر حیات نے اسکے لیے

و دعا مانگی تھی۔ نکاح کے بعد سکندر حیات اسے فوراً عمرہ کرانے لے کر آیا تھا اسکے بعد انہوں نے دیہی چلے جانا تھا۔

"اللہ کی ذات کے بعد میں تمہاری محبت کی شکر گزار ہوں سکندر میں نے شکرانے کے نوافل بھی ادا کیے۔۔۔" چندا نے حرم کے صحن میں بیٹھ کر اپنے مجازی خدا کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھام کر شکر یہ ادا کیا۔

"میں ہمیشہ تمہیں اپنی جان بنا کر رکھوں گا رب کے سامنے وعدہ ہے۔۔۔" سکندر نے بھی اپنی بیوی کا ہاتھ محبت سے تھام لیا۔

اس قدر حسین اعتراف محبت پر قدرت کو بھی پیارا آیا تھا
اور پھر کچھ سچی محبتیں یوں بھی کامل ہو جایا کرتی ہیں۔۔۔

☆.....☆.....☆

بک شلیف پر رکھی کتاب جسکا ٹائٹل "چندا" سنہری الفاظ میں جگمگا رہا تھا۔ خدیجہ نے مسکرا کر کتاب اٹھا کر دیکھی۔

"ہماری شہزادی کیوں مسکرا رہی ہیں" موسیٰ ابراہیم نے کافی کاگ خدیجہ کی طرف بڑھایا
"اپنی نئی کتاب کی اشاعت پر ہر لکھاری مسکراتا ہے موسیٰ صاحب۔۔۔" خدیجہ محبت سے مسکراتے ہوئے نگ تھام کر انکے پاس ہی صوفے پر ٹک گئی۔

"سنا ہے بڑی ہٹ ستوری گئی" چندا "موسیٰ LED آن کرتے ہوئے بولا۔

"میں سوچتی ہوں شکر ہے آپ جیسے اچھے لوگ بھی ہیں دنیا میں جنگی بدولت آس امید محبت کے دیپ روشن ہوتے ہیں۔۔۔ بہترین اختتام ہوتے ہیں، خوشیاں سراٹھاتی ہیں۔۔۔
لوگ زندگی کی طرف واپس آتے ہیں۔۔۔ وہ لوگ کتنے خاص ہوتے ہیں جنگی وجہ سے

کہانیاں اپنے حسین اختتام کو پہنچتی ہیں..... "خدیجہ مسکرائی۔

"صرف خاص۔۔۔ خوش نصیب لوگ کہو ورنہ ایک اچھا کردار بن کر سرا ہے جانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔۔۔"

"ایک خوش خبری تو تم اپنے ناول میں لکھنا بھول گئی۔۔۔" موسیٰ ابراہیم مسکرایا۔
"وہ کیا۔۔۔"

"یہ ہی کہ شادی کے اٹھارہ سال بعد سکندر اور چندا کو اللہ نے چاند جیسے بیٹے اور انتہائی پیاری بیٹی سے نوازا ہے۔۔۔" موسیٰ نے بہت ہی پیارے گول مٹول بچوں کی تصویر خدیجہ کو دکھائی۔۔۔ "ابھی تاج بابا نے سینڈ کی ہے۔۔۔" موسیٰ کی خوشی بھی دیدنی تھی۔

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ میری جان یہ دونوں تو ان دونوں کی کاپی ہیں۔۔۔ اللہ نے نعمت اور رحمت دونوں سے نوازا الحمد للہ..... جلدی سے ویڈیو کال کرتی ہوں سکندر بھائی کو۔۔۔" خدیجہ اپنے فون کی جانب لپکی۔

"شکر یہ چندا..... تمھاری بدولت میری خدیجہ میرے پاس ہے۔۔۔ اللہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا بہت ہے مگر نوازتا بھی بہت ہے..... اللہ تمھاری خوشیاں سلامت رکھے آمین" موسیٰ کی نظر سکرین پر نظر آتے دو حسین و جمیل بچوں پر تھی۔

..... ختم شد ❁